ماہنامہ نصرۃ العلوم جون ۲۰۲۲ء

[جلد ۲۷، شمارہ ۶]

::: فہرست :::

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حالات وواقعات --- s --- مولانا زاہد الراشدی

شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

سودی نظام سے نجات کے لیے جدوجہد کی ضرورت

سودی نظام کے خاتمہ کے لیے وفاقی شرعی عدالت نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جو فیصلہ دیا ہے اس کا تمام دینی حلقوں میں خیر مقدم کیا جا رہا ہے اور اس پر عملدرآمد کا ہر طرف سے مطالبہ ہو رہا ہے، اس فیصلہ کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم نے واضح اعلان کیا تھا کہ پاکستان کا معاشی نظام مغربی اصولوں پر نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے حوالے سے تشکیل دیا جائے گا، مگر ان کی وفات کے بعد یہ اعلان فائیلوں میں تو محفوظ رہا لیکن عملی طور پر پاکستان کے تمام معاشی فیصلے اور معاہدات مغربی اصولوں کے حوالہ سے ہوئے جو اب تک اسی طرح ہو رہے ہیں، حتیٰ کہ ۵۶ء اور ۶۲ء کے دستوروں میں بھی سودی قوانین کے خاتمہ کا اعلان ہوا، مگر معاملات حسبِ سابق چلتے رہے، جبکہ ۷۳ء کے دستور میں حکومت کے لیے یہ واضح ہدایت بھی کی کہ وہ جلد از جلد سودی قوانین کا خاتمہ کر کے ملک کے نظام معیشت کو اسلامی اصولوں کے دائرے میں لے آئے کسی پیش رفت کا ذریعہ نہ بن سکی تا آنکہ صدر جنرل ضیاء الحق شہیدؒ کے دور میں وفاقی شرعی عدالت قائم ہوئی اور اس کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ خود یا کسی شہری کی درخواست پر ملک کے جس قانون کو قرآن وسنت کے منافی سمجھے حکومت اس قانون کو ختم کرنے کی ہدایت کر سکتی ہے البتہ مالی معاملات کو دس سال کے لیے اس اختیار سے مستثنیٰ کر دیا گیا اور یہ مدت ختم ہونے پر ملک کے مختلف حلقوں اور شخصیات نے سودی قوانین کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کر دیا، جس پر سالہا سال کی سماعت کے بعد وفاقی شرعی عدالت نے ملک میں رائج سودی قوانین کی نشاندہی کرتے ہوئے حکومت کو ان قوانین کے خاتمہ اور ان کے متبادل اسلامی قوانین کے نفاذ کی ہدایت کر دی جسے سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا اور سپریم کورٹ نے بھی گذشتہ عیسوی صدی کے اختتام پر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے حکومت کو سودی قوانین ختم کرنے کی واضح ہدایت جاری کی جس پر عملدرآمد کی بجائے اس پر نظر ثانی کی اپیل دائر کر دی گئی اور سپریم کورٹ نے وفاقی شرعی عدالت کو اس کیس کی دوبارہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سماعت کا حکم جاری کر دیا، یہ کیس عدالت میں ملک کی دو جماعتوں جماعت اسلامی اور تنظیم اسلامی نے تسلسل اور استقامت کے ساتھ لڑا، مگر وفاقی شرعی عدالت میں دوبارہ سماعت کے لیے آنے کے بعد دس سال تک سرد خانے میں پڑا رہا اور ۲۰۰۳ء میں دائر ہونے والے اس کیس کی سماعت ۲۰۱۳ء میں شروع ہو سکی، اس مرحلہ میں ملک کے مختلف دینی حلقوں اور جماعتوں نے کیس لڑنے والوں کو سپورٹ فراہم کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور راہنماؤں پر مشتمل ایک فورم ''تحریک انسداد سود پاکستان'' کے نام سے تشکیل دیا جس کی مرکزی رابطہ کمیٹی کا کنوینیر راقم الحروف ابوعمار زاہدالراشدی کو منتخب کیا گیا اور ہم نے پبلک محاذ پر عوام کی بیداری اور متعلقہ حلقوں کی امداد کے لیے سرگرمیوں کا آغاز کیا جو بحمد للہ تعالیٰ ۲۰۱۴ء سے اب تک جاری ہیں اور اس جدوجہد میں مختلف مکاتبِ فکر اور طبقات بالخصوص علماء کرام، وکلاء اور تاجر راہنماء ہمارے ساتھ شریک چلے آرہے ہیں۔

اس پس منظر میں وفاقی شرعی عدالت کا یہ فیصلہ خوش آئند اور دو حوالوں سے خاص طور پر بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، ایک اس حوالے سے کہ سابقہ فیصلوں پر کئے گئے اشکالات، سوالات اور تحفظات کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لے کر ان کا مکمل اور تفصیلی جواب دیا گیا ہے اور بظاہر کوئی اشکال ایسا باقی نہیں رہا جس کا حل اس فیصلے میں موجود نہ ہو، اور دوسرا یہ کہ یہ فیصلہ صرف بینکاری کے دائرے میں نہیں ہے بلکہ اس میں ملک کے نظام معیشت کے تمام شعبوں کو پانچ سال کے اندر اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال لینے کا دوٹوک حکم دیا گیا ہے، جس پر وفاقی شرعی عدالت کے تمام جج صاحبان اور مسلسل کیس لڑنے والی دونوں جماعتوں اور وکلاء ہم سب کی طرف سے مبارک باد اور شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پوری پاکستانی قوم کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے، جس سے ملکی نظام معیشت کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے واضح رخ مل گیا ہے، اس فیصلہ کے بعد مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام اور ماہرین معیشت کے متعدد مشترکہ اجلاس ہو چکے ہیں جن میں

......☆ حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ پھر سے اپیل در اپیل کے چکر میں پڑنے کی بجائے اس فیصلہ کو تسلیم کرنے کا واضح اعلان کرے اور طے شدہ مدت کے اندر اس کام کو مکمل کرنے کا عملی پروگرام تشکیل دے۔

......☆ ملک کے مالیاتی اداروں سے کہا گیا ہے کہ اگر ان میں سے کسی نے اس فیصلہ کے خلاف اپیل کا راستہ اختیار کر کے اس پر عملدرآمد میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو اس کے پبلک بائیکاٹ کی مہم چلائی جاسکتی ہے کیونکہ اپیلوں کے چکر میں پہلے ہی ربع صدی ضائع کی جا چکی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

......☆ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے گزارش کی گئی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں باہمی مشاورت اور ہم آہنگی کا ماحول قائم رکھیں اور مشترکہ جدوجہد کے ذریعہ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے رہیں کہ اس فیصلہ پر عمل کیا جائے۔

......☆ اسلامی معیشت اور غیر سودی بینکاری کے حوالہ سے علمی و دینی حلقوں میں پائے جانے والے باہمی تحفظات و اشکالات کے بارے میں متعلقہ اداروں اور شخصیات سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ ان تحفظات و اشکالات کو باہمی مذاکرات اور افہام و تفہیم کے ذریعہ دور کرنے کی کوشش کریں اور کسی باہمی اختلاف کو سودی نظام کے تسلسل اور بقا کا ذریعہ بننے کا موقع نہ دیں۔

......☆ تاجر برادری، صحافی حضرات، وکلاء اور دیگر طبقات سے گذارش کی گئی ہے کہ وہ بھی اس جدوجہد میں عملی طور پر شریک ہوں اور اسے ایک قومی جدوجہد کی صورت میں منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے محنت کریں۔

......☆ تمام بڑے شہروں میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، تاجر راہنماؤں، ماہرین معیشت اور قانون دان حضرات کے مشترکہ اجتماعات کا تسلسل ضروری ہے تاکہ رائے عامہ کی صحیح طور پر راہنمائی ہوتی رہے۔

امید ہے کہ سب دوست اپنی اپنی جگہ اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے متحرک ہوں گے اور ملک کو سودی نظام کی لعنت اور نحوست سے نجات دلانے کے لیے کسی محنت اور قربانی سے گریز نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

::: ضروری اعلان :::

مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ کی جملہ مطبوعات کے حصول کے لئے ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ سے مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کیا جائے۔

محمد شعیب قیصر: ناظم ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم، فاروق گنج، گوجرانوالہ

موبائل نمبر: 0302-6693479

پی ٹی سی ایل نمبر: 055-4221943

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ) --- s --- مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

اختلافی معاملہ میں رجوع الی اللہ کا حکم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo
وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِن شَیْءٍ فَحُکْمُهٗ إِلَی اللّٰهِ ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَ إِلَیْهِ أُنِیْبُ (الشوریٰ۔۱۰)

محترم حاضرین و برادران اسلام!

سورۃ الشوریٰ کا تعارف

سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر۔ ۱۰ اس وقت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، یہ سورۃ قرآن پاک کی سات منزلوں میں سے چھٹی منزل کی درمیانے درجے کی سورۃ ہے، یہ نہ تو زیادہ لمبی ہے اور نہ ہی بالکل مختصر، البتہ ساتویں منزل کی صورتیں مختصر ہیں، جو آخر میں پہنچ کر بالکل ہی مختصر ہوگئی ہیں۔

مشورہ کی شرعی حیثیت

شوریٰ عربی زبان میں مشورہ کو کہا جاتا ہے، اس سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو آپس کے معاملات باہم مشورہ سے طے کرنے کی ہدایت کی ہے، یہ حکم ہے کہ مسلمانوں کو آپس کے معاملات مشورہ سے حل کرنے چاہئیں، دنیاوی زندگی میں بہت سے معاملات مشورہ طلب ہوتے ہیں، مشورہ سے طے شدہ معاملہ میں اگر کوئی نقصان بھی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی تلافی فرما دیتا ہے، مشورہ ایک بابرکت اصول ہے، جس سے صحیح بات معلوم ہو جاتی ہے، لہٰذا اللہ نے قرآن میں حضور علیہ السلام کو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ (آل عمران۔ ۱۵۹) آپ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لیا کریں، پھر جب کسی کام کا پختہ ارادہ کر لو تو خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہوئے اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

البتہ مشورہ غیر منصوص معاملات میں کیا جاتا ہے جن کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کا حکم صراحت کے ساتھ موجود نہ ہو، چنانچہ اکثر انتظامی معاملات یا ان کی جزیات میں فیصلہ کرنے کیلئے مشورہ کرنا پڑتا ہے، اور جن معاملات کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب یا اس کے رسولؐ نے اپنی زبان مبارک سے کر دی ہے، ایسے معاملات میں مشورہ نہیں کیا جاتا بلکہ ایسے معاملات میں آمر اور مامور سارے مسلمانوں کو اس حکم پر عمل کرنے اور اس کو نافذ کرنے کا حکم ہے۔

چنانچہ غزوہ احد کے موقع پر مشورہ حاصل کرنے کی ضرورت پیش آئی، حضور علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ دشمن کا مقابلہ شہر میں رہ کر کرنا چاہیئے یا شہر سے باہر نکل کر میدان میں، خود حضور علیہ السلام کی رائے یہ تھی کہ شہر میں رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے کیونکہ اس صورت میں بعض کمزور لوگوں کی مدد بھی ان کو حاصل ہوگی، لیکن اکثریت کی رائے یہ تھی کہ شہر سے باہر نکل کر کھلے میدان میں مقابلہ کیا جائے، ان میں نوجوانوں کی اکثریت تھی جو کہ اس معاملہ میں زیادہ پرجوش واقع ہوئے تھے، چونکہ اکثریت کی رائے حضور علیہ السلام کی ذاتی رائے کے خلاف تھی لہٰذا شہر سے باہر نکل کر احد کے دامن میں جنگ کرنے کا فیصلہ ہوا، اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور بہت زیادہ جانی نقصان ہوا مگر یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑا، البتہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کمزوریاں دور کرنے کا حکم دیا اور پھر آئندہ جنگ احد کے نقصان کی تلافی بھی کر دی۔

مشورہ کی اہمیت

باہم مشورہ اسلام کا ایک اہم اصول ہے جسے ترک کر کے مسلمانوں نے ہمیشہ نقصان اٹھایا ہے، حضور علیہ السلام کے جانشین خلفائے راشدینؓ بھی اصحاب الرائے سے مشورہ کیا کرتے تھے اور پھر جب کوئی بات طے ہو جاتی تو اس پر عمل پیرا ہو جاتے، لہٰذا ان کو نقصان نہیں ہوتا تھا، لیکن بعد میں آنے والے ملوک نے استبداد سے کام لیا، مشورہ کیا بھی تو ہاں میں ہاں ملانے والے لوگوں سے، اور کسی نے صحیح مشورہ دیا بھی تو اس کو مانا ہی نہیں بلکہ من مانی ہی کی، چنانچہ ایسے ملوک، مستبد اور ڈکٹیٹر قسم کے جتنے بھی لوگ گزرے ہیں سب نے مشورہ کو ترک کر کے اپنی بات ہی چلائی ہے اور پھر نقصان بھی اٹھایا ہے، مسلمانوں کی اکثر شکست، ملک کی تباہی اور دشمن کا غلبہ اسی وجہ سے ہوتا رہا ہے، غرضیکہ اس سورۃ کا نام اللہ نے شوریٰ اسی لئے رکھا ہے کہ اس میں اہل ایمان کے لئے یہ قانون بیان کیا ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ (الشوریٰ۔۳۸) وہ اپنے معاملات مشورہ سے طے کرتے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ مشورہ عقلمند، دانا اور متدین لوگوں سے کرنا چاہئے کیونکہ ہر آدمی تو مشورہ دینے کے قابل نہیں ہوتا، چنانچہ فقہائے کرام، متکلمین اور علماء عظام ایسے لوگوں کے لئے اصحاب حل وعقد کے الفاظ استعمال کرتے ہیں یعنی بست وکشاد والے لوگ جن کو معاملات کی سمجھ ہوتی ہے، یہ تو جمہوریت والے ہی کہتے ہیں کہ ہر آدمی کی رائے یعنی ہر مرد اور عورت کا یکساں ووٹ ہونا چاہئے، یہ تو بنیاد ہی غلط ہے کہ ہر ووٹر ممبری حاصل کرنے کا اہل ہے، اسلام تو اس اصول کو تسلیم نہیں کرتا ممبر تو باشعور آدمی ہونا چاہئے، جن کو معاملات کی سمجھ ہو، اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت کا علم ہو، اور تاریخ سے بھی باخبر ہوں، ایسے لوگوں کی رائے قابل قدر اور مفید ہوسکتی ہے، اور جس کو قرآن وسنت یا تاریخ خلفائے راشدین سے واقفیت نہ ہو، حقوق وفرائض کا علم نہ ہو، اسلامی حدود کا واقف نہ ہو، اس کی رائے کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے بلکہ ایسے شخص کی رائے لینا حماقت ہی ہوسکتی ہے، جمہوریت کے لئے قانون تو یورپ کا بنایا ہوا ہے جو بالعموم غلط ہے، پارلیمنٹ کے ممبران کے لئے کچھ اہلیت، کوالیفیکیشن اور شرائط بھی ہونی چاہئیں محض ووٹر ہونا تو کوئی شرط نہیں ہے خواہ ممبری کا امیدوار انگوٹھا چھاپ ہی ہو۔

ہر محکمہ میں بھرتی کیلئے قابلیت، صلاحیت اور کوالیفیکیشن مقرر کی جاتی ہے اور ان شرائط پر اترنے والا ہی اس اسامی کا اہل ہوتا ہے، مگر قانون ساز اسمبلی کے لئے جس کو ملک کا قانون بنانا ہے اس کے لئے کوئی اہلیت مقرر نہیں ہے بلکہ اس کا نام فہرست دہندگان میں درج ہو تو وہ ممبری کا اہل ہے، ایسا آدمی کیا قانون سازی کرے گا اور ملکی معاملات میں کیا رائے دے گا، ایسا آدمی تو مستبد اور ملوک کا آلہ کار بن کر محض ہاتھ ہی کھڑا کرسکتا ہے۔

خودساختہ مفسر

دینی مسائل کی تشریح وتفسیر کیلئے بھی بعض لوگوں کو ایسی ہی غلطی لگ گئی ہے۔ میڈیکل، انجینئرنگ اور سائنس کے مختلف شعبوں کی تعلیم کیلئے سال ہا سال محنت کے ساتھ لاکھوں روپے بھی خرچ کرنے پڑتے ہیں، تب جا کر کوئی آدمی متعلقہ شعبے میں کوالیفائیڈ تسلیم کیا جاتا ہے اور وہ اس شعبے میں کام کرنے کا اہل سمجھا جاتا ہے، عام تعلیمی خدمات انجام دینے کے لئے بی ٹی اور سی ٹی کی سندات حاصل کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے یا کسی شعبہ میں پی ایچ ڈی ہونا اہلیت شمار کیا جاتا ہے مگر دین کا معاملہ ہی ایسا رہ گیا ہے کہ ہر آدمی قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح کرسکتا ہے، یہ خودساختہ مفسر پرویز وغیرہ نے ایسا ذہن بنایا ہے کہ کیا مولوی کوئی دین کے ٹھیکیدار ہیں، ہم بھی اجتہاد کرسکتے ہیں، یہ کتنی غلط بات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے، میں نے کہا کہ ہر چیز کا کوئی معیار ہوتا ہے مگر دین کے معاملہ میں اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی، کسی جاہل ڈاکٹر یا نان کوالیفائیڈ انجینئر، سائنس دان اور ماہر تعلیم کی طرف رجوع نہیں کیا جاسکتا ہے تو پھر خود ساختہ مفسر کی بات کیسے مانی جاسکتی ہے جس کے پاس اس کام کی نہ کوئی ڈگری ہے اور نہ ہی اہلیت ہے۔

امام شاہ ولی اللہؒ نے اس سلسلہ میں بڑی بات فرمائی ہے، فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی آدمی اچھے دھوبیوں کے پاس بیٹھ کر کپڑے دھونے کا فن نہ سیکھے وہ اچھا دھوبی نہیں بن سکتا، اور جب تک کوئی آدمی اچھے موچیوں کی صحبت میں نہ بیٹھے وہ اچھا موچی نہیں بن سکتا اور کوئی آدمی اچھے درزیوں سے سیکھے بغیر اچھا درزی نہیں بن سکتا تو علمِ دین اتنی ہی کمزور چیز ہے کہ بغیر استاد کے اس میں مہارت حاصل کر لے، دین کی ہر بات خود ہی جان لے اور خود ہی پاس ہو جائے؟ یہ کتنی غلط بات ہے، نبیوں کے ذریعے آنے والی دینی تعلیم تو بڑی اہم اور مشکل بھی ہے، ہم اس چیز کو معلوم کرنے کے سخت محتاج بھی ہیں اور اس کے لئے استاد کی بھی ضرورت ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ نبیوں کی سنت اور اس کا اتباع صحیح، واقف کار اور عامل لوگوں سے سیکھ کر اس پر عمل کیا جائے، وگرنہ سوائے گمراہی اور شیطنت کے کچھ پلے نہیں پڑے گا۔

اختلاف کی صورت میں مسئلے کا حل

یہ تو سورۃ کے بارے میں میں نے عرض کیا کہ اس کا نام الشوریٰ ہے اور اس کی کل بچپن آیات ہیں، تلاوت کردہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی اہم بات فرمائی ہے، اگر ہم لوگ اس بات کو پکڑ لیں تو ہماری بہت سی مشکلات حل ہو جائیں نہ در بدر کی ٹھوکریں کھائیں اور نہ پریشان ہوں، ارشاد ہوا ہے وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ جس چیز میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ تو اس کا حکم اللہ کے سپرد کر دو یعنی ایسے معاملے کا حکم اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کے دین اور شریعت سے معلوم کرنا چاہئے، اور پھر یہ حکم اور فیصلہ بھی دو قسم سے ہے، ایک فیصلہ تو اس دنیا میں ہی ہوتا ہے جس کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، اور دوسرا فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگا جو کہ قطعی اور اٹل ہوگا اور پھر نافذ بھی ہوگا، اس دنیا کے فیصلے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں واضح کر دیا ہے، اور بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بیان کرنے کی بجائے نبی کے سپرد کر دیا ہے تاکہ وہ اسکی وضاحت کر دیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن ہی میں ارشاد فرمایا کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ (النحل۔۴۴) اور ذکر یعنی کتاب ہم نے آپ پر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نازل کی ہے تاکہ وہ لوگوں پر واضح کر دیں جو کچھ ہم نے ان کی طرف نازل کیا ہے، گویا قرآن کی وضاحت کرنا نبی کا کام ہے اور نبی کی وضاحت قرآن کی شرح ہے نہ کہ کوئی الگ چیز، قرآن پاک اور سنت اسلام کے دو بنیادی ماخذ ہیں، قرآن تو وحی الٰہی اور اساسِ قانون ہے اور سنت اس کی شرح ہے، یعنی نبی کا بیان وضاحت ہے جس کو نبی نے وحی کے ذریعے وقتاً فوقتاً واضح کیا ہے اور جو احادیث میں محفوظ ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مزید عقدہ کشائی اس طرح کی ہے کہ اگر کسی معاملہ میں قرآن وسنت میں بھی مکمل وضاحت نہ ملے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ (النحل۔۴۳) تو اہل علم کی طرف رجوع کرو اور ان سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے، وہ تم کو بتلا دیں گے، اہل ذکر یا اہل علم سے مراد مجتہدین ہیں، وہ بھی مسئلے کا حل اپنی طرف سے نہیں بلکہ کتاب وسنت سے ہی نکال کر بتاتے ہیں، بعض چیزوں کی دلیل بالکل واضح ہوتی ہے جبکہ بعض کی دلیل خفی ہوتی ہے، تو خفی دلیل کو اہل علم حضرات ہی کتاب وسنت سے نکال کر واضح کرتے ہیں اس کی مثال حضورؐ کا ارشاد ہے کل مسکر حرام یعنی ہر نشہ والی چیز حرام ہے، چونکہ شراب نشہ آور چیز ہے لہٰذا اللہ اور اس کے رسول نے اس کے استعمال کی ممانعت فرمادی ہے، مگر شراب کے علاوہ بھی بہت سی نشہ آور چیزیں ہیں، جن کا واضح حکم کتاب وسنت میں موجود نہیں ہے، ان میں بھنگ ہے، اس کو پی کر بھی دماغ ماؤف ہو جاتا ہے اور آدمی الٹی سیدھی باتیں کرنے لگتا ہے، ایسا ہی گانجہ، چرس اور ہیروئن ہے جو کہ نشہ آور ہیں، گویا ان اشیاء میں بھی وہی علت پائی جاتی ہے جو شراب میں ہے، یورپ والے بئر نامی شراب استعمال کرتے ہیں اور اس کو جو کا پانی قرار دیتے ہیں مگر اس میں بھی نشہ ہوتا ہے، خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، لہٰذا یہ بھی شراب کے حکم میں ہی آکر حرام ٹھہرتی ہے، عام شراب تو انگور سے کشید کی جاتی ہے مگر شہد اور کھجور کی شراب بھی ہوتی ہے، یہ بھی اسی علت کی بناء پر حرام ہے، گویا جن چیزوں کا حکم قرآن وسنت میں وضاحت کے ساتھ موجود نہیں ہے ان کا حکم اہل علم واضح حکم والی علت کی بنا پر نکال کر دے دیتے ہیں لہٰذا فرمایا کہ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ایسی چیزوں کا حکم اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو یعنی قرآن وسنت یا پھر اہل علم سے دریافت کر لو۔

اب اختلاف سے مراد صرف حلت وحرمت میں اختلاف کا نہیں بلکہ اختلاف عقائد میں ہو یا اعمال میں، عبادت میں ہو یا معاملات میں، معاملہ دینی ہو یا دنیاوی سب کا حکم اللہ کی طرف سونپنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ معلوم کر لیا جائے کہ ایسے اختلافی معاملہ میں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول یا شریعت یا دین کا حکم کیا ہے، مقصد یہ ہے کہ معاملہ اس اصول کے تحت خوش اسلوبی سے طے کر لیا جائے تاکہ کوئی جھگڑا فساد نہ ہو، مگر بالعموم لوگ اللہ اور رسول کا حکم معلوم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نہیں کرتے اور فساد میں پڑ کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں جبکہ آخرت کا وبال آگے آنے والا ہے، اس لیے فرمایا کہ جس چیز میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے اس کا حکم اللہ کی طرف سونپ دو، کیونکہ ذٰلِکُمَ اللّٰہُ رَبِّیْ اللہ ہی میرا پروردگار ہے عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ اور اسی کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے، اسی کا دین اور اس کی قائم کردہ شریعت ہی ہمارے لئے مفید ہو سکتی ہے، لہٰذا ہر دینی اور دنیاوی معاملہ اللہ ہی کی طرف سونپ دینا چاہئے، اللہ کے حکم پر ہی عمل پیرا ہونے سے انسانوں کا مزاج درست رہے گا۔

دنیاوی سعادت مندی کی تین علامات

یہ بات شاہ صاحبؒ نے اس طرح سمجھائی ہے کہ دنیا میں انسان کے لئے صحت بڑی اہم چیز ہے، جس کے بغیر نہ آدمی عبادت کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا کام کاج انجام دے سکتا ہے، جب صحت کے بغیر آدمی کا کھانا ہی ہضم نہیں ہوگا تو وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہوگا، لہٰذا دنیاوی اعتبار سے صحت آدمی کے لئے سعادتمندی کی علامت ہے ، مسند احمد میں حضورؐ کا یہ ارشاد موجود ہے من سعادۃ المرء یعنی آدمی کی سعادت مندی کی علامت یہ ہے کہ اس کو موافق بیوی، موافق گھر اور موافق سواری میسر ہو، اگر بیوی موافق نہیں ہے تو عمر بھر کے لئے بے سکونی اور ذہنی خلفشار ہی رہے گا جو کہ آدمی کی بدبختی کی نشانی ہے، اسی لئے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ کسی چیز میں نحوست نہیں ہوتی، اگر ہوتی تو ان تین چیزوں یعنی ناموافق بیوی، ناموافق گھر اور ناموافق سواری کی وجہ سے ہوتی مگر ایسا نہیں ہے بلکہ نحوست والا عقیدہ مشرکانہ ہے۔

دینی سعادت مندی کی چار علامات

جس طرح دنیاوی اعتبار سے آدمی کیلئے تین چیزیں سعادت مندی کی علامت ہیں اسی طرح دینی لحاظ سے چار چیزیں انسان کی سعادت مندی کی علامت ہیں، اگر یہ چیزیں انسان میں پائی جائیں تو اس کی روح قلب اور ساری قوتیں ٹھیک رہیں گی اور وہ آدمی دینی لحاظ سے نیک بخت ہوگا، پہلی علامت طہارت ہے آدمی کا ظاہر و باطن پاک ہونا چاہئے، دوسری چیز اخبات یعنی عاجزی ہے، تیسری چیز سماحت ہے یعنی وہ خسیس چیزوں سے بچتا ہو اور چوتھی چیز عدالت ہے یعنی آدمی اپنوں اور بیگانوں ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف کے ساتھ کام لے، اگر یہ چار چیزیں پائی جائیں تو انسان نیک بخت ہے، اور اگر ان چار چیزوں کے خلاف چار چیزیں پائی جائیں تو آدمی بدبخت ہوگا، اگر آدمی میں طہارت کی بجائے نجاست پائی جائے، ظاہری گندگی کے علاوہ اس کا عقیدہ بھی مشرکانہ ہو کیونکہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (التوبہ۔۲۸) یعنی مشرک لوگ پلید ہیں، اس سے ظاہر پلیدی مراد نہیں بلکہ ان کے دل، دماغ اور روح مشرکانہ عقائد کی وجہ سے ناپاک ہیں، اسی طرح منافقوں کے متعلق فرمایا کہ اِنَّھُمْ رِجْسٌ وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ (التوبہ۔۹۵) منافق پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، اس کے برخلاف ایمان، توحید اور اخلاق طہارت کی علامات ہیں۔

بدبختی کی دوسری علامت اخبات کی بجائے غرور وتکبر اور اکڑ ہے اور تیسری علامت سماحت یعنی فیاضی کی بجائے حرص، لالچ، دھوکہ اور فراڈ جیسی خسیس چیزیں پائی جاتی ہیں، اور عدل کی بجائے ظلم وتعدی پائی جاتی ہے تو آدمی بدبخت ہے، یہ زیادتی عقیدے میں بھی ہوتی ہے اور خوراک میں بھی، آدمی لوگوں کے ساتھ بھی زیادتی کرتا ہے شرکیہ رسوم ادا کرتا ہے، نفاق اختیار کرتا ہے، تو ایسا آدمی عادل نہیں بلکہ فاسق وفاجر ہوگا، غرضیکہ جس آدمی میں یہ چار صفات پائی جائیں وہ دینی اعتبار سے بدبخت ہوگا، لہٰذا انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی باتیں اختیار کرے اور ایسے اعمال انجام دے جن کی وجہ سے اس میں سعادت مندی والی صفت پیدا ہو، اور ایسی باتوں سے گریز کرے جو اس کے لئے بدبختی کی علامت بن جائیں۔

سنی اور شیعہ کی تعریف

ادھر اہل بیت کے فرد امام جعفر صادقؒ سنی اور شیعہ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ لوگ سنی ہونے کا مطلب ہی نہیں سمجھتے، اگر سمجھ لیں تو پھر پتا چلے کہ کون سنی ہے ورنہ تو سارے شیعہ ہی ہیں، امام صاحبؒ کا مقولہ ہے کہ من عائش فی ظھر رسول اللہ فھو سنی یعنی جو شخص حضورؐ کے ظاہری حالات کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے، وہ سنی ہے، اللہ کے نبی نے نکاح کئے، جہاد کئے، تعلیم وتبلیغ کی، جنگ وصلح کی، سادگی اختیار کی، یہ ساری چیزیں ظاہری حالات میں آتی ہیں، لہٰذا جو شخص ایسے ہی حالات میں زندگی بسر کرتا ہے، وہ سنی کہلانے کا حقدار ہے، اور جو آدمی میں سے کسی بات پر پورا نہیں اترتا، وہ کیسا سنی ہے؟ اس کا ظاہر تو حضورؐ کے مطابق نہیں ہے امام صاحب نے یہ بھی فرمایا من عائش فی باطن رسول اللہ فھو صوفی یعنی جو شخص نبی علیہ السلام کے باطنی حالات سے مطابقت رکھتا ہے، وہ صوفی ہے، آج پیر اور صوفی کہلانے والے حضورؐ کے حالات سے کہاں مطابقت رکھتے ہیں، یہ عرس کرانے والے، نیلے پیلے لباس پہننے والے، بدعات کو فروغ دینے والے پیر سب فراڈیے ہیں جو لوگوں کے عقائد اور جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں، صوفی اور پیر تو وہ ہے جو حضورؐ کے باطنی عقائد توحید اور اخلاص کا حامل ہے، یہ تو سب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رسمی لوگ، خود ساختہ صوفی اور پیر بنے ہوئے ہیں جن کو حضورؐ کے باطنی حالات کے ساتھ کچھ مطابقت نہیں ہے بلکہ پیٹ کے دھندے میں لگے ہوئے ہیں اور دین کے خلاف کام کر رہے ہیں۔

دین کی بات آ گئی تو یہ بھی سمجھ لیں کہ جو شخص حضورؐ کے باطن کے مطابق زندگی کرنے والا ہے وہ کسی کے ساتھ بلا وجہ بغض نہیں رکھتا، آنحضرتؐ نے اپنے خادمِ خاص حضرت انسؓ کو نصیحت فرمائی، اے بیٹے اگر تم صبح اور شام اس حالت میں گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کے خلاف بلا وجہ کینہ نہ ہو، تو یہ میری سنت ہے، اور جس نے میری سنت پر عمل کیا کان معی فی الجنۃ وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا، اسے میری رفاقت نصیب ہو جائیگی، ظاہر ہے کہ دوسروں کے خلاف نفرت آمیز گفتگو اور غلط پراپیگنڈا کرنا، جھوٹے الزام لگانا تو حضورؐ کے باطنی حالات اور آپ کی سنت کے خلاف ہے، جو شخص حضورؐ کے باطنی حالات کے مطابق چلتا ہے، اس کے دل میں بھی اسی طرح انسانی ہمدردی پائی جاتی ہے جس طرح حضورؐ کے دل میں دوسروں کے لئے شفقت، محبت اور ہمدردی پائی جاتی تھی تو سمجھ لو کہ وہ سچا پیر اور سچا صوفی ہے، ورنہ جھوٹا ہے۔

ظاہری و باطنی مطابقت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں حکیم ہوں، دوائیاں بناتا ہوں اور بیماروں کا علاج کرتا ہوں، آپ کیلئے میں خاص طور پر جوارش بنا کر لایا ہوں جو نظام ہاضم کو درست کرتی ہے اور غذا اچھی طرح ہضم ہو کر بدن کی صحت کا ذریعہ بنتی ہے، آپ یہ جوارش استعمال کریں، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ بھائی میں نے چالیس سال ہوئے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا مجھے اس زود ہضم جوارش کی کیا ضرورت ہے؟ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو حضورؐ کے ظاہری و باطنی حالات سے مطابقت رکھتے تھے، خود حضورؐ کی تعلیم یہ ہے کہ پیٹ کا ایک حصہ کھانے کے لئے، دوسرا پانی کے لئے اور تیسرا حصہ ہوا کیلئے خالی رکھو، مگر یہاں تو امراء دن میں چھ چھ دفعہ کھاتے ہیں اور پیٹ کے تینوں حصے خوراک سے بھر لیتے ہیں، اِن حالات میں غرباء کیلئے کھانا کہاں سے آئے گا، راشن سارا تو یہ کھا جاتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس زائد کھانا ہوتا تو میں غریبوں محتاجوں اور ناداروں کو کھلاتا نہ کہ سارا اپنی ذات کیلئے ہی استعمال کرتا، اگر قناعت اور کم خوری والی صفت ہمارے اندر آ جائے تو راشن کا مسئلہ بھی حل ہو جائے، ہر آدمی اتنا کھانا کھائے جتنا حضورؐ نے بتلایا ہے تاکہ باقی راشن دوسروں تک پہنچ سکے۔

آسودہ حال لوگ لباس بھی دس دس جوڑے بنوا لیتے ہیں، کبھی کوئی پہن لیا، کبھی کوئی پہن لیا، اگر لباس بھی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ضرورت کے مطابق ہی بنوایا ئے تو اس کا ایک حصہ دوسروں تک بھی پہنچ سکتا ہے، گھر بنانے کا سلسلہ بھی ایسے ہی ہے، کئی کئی کوٹھیاں، کوئی اپنے استعمال میں ہے اور کوئی کرایہ پر چڑھادی، کوئی حصہ رسومات کے لئے خاص ہے اور کوئی حصہ مہمانوں کو ٹھہرانے کے لئے ہے، یہ سب حضورؐ کی تعلیم کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا، پھر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غریب آدمی کو سردی، گرمی سے بچنے کے لئے معمولی جھونپڑی بھی میسر نہیں ہوتی، ہر حکومت غریبوں کو دھوکہ ہی دیتی آئی ہے، کہتے ہیں کہ ہم نے تین، پانچ اور دس مرلہ رہایشی سکیمیں بنائی ہیں جس سے دو چار لاکھ لوگوں کو گھر مل جائیں گے، مگر ان سکیموں کے پروان چھڑنے کے علی الرغم یہاں تو کروڑوں افراد بے گھر ہیں جن کو سکون کی زندگی میسر نہیں ہے، بھائی! یہ سکیم اس وقت تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچے گی جب تک تم سرمایہ دار، کارخانے دار، جاگیردار اور حکومت کے بڑے بڑے کارندے اپنے معیار سے نیچے نہیں اترو گے، جب تک خود سادگی اختیار نہیں کرو گے، معمولی لباس نہیں پہنو گے، کھانا کم نہیں کھاؤ گے، عام سواری پر سفر نہیں کرو گے، معمولی مکان میں رہائش پذیر نہیں ہو گے، اپنی دولت اپنے ہاتھوں میں محتاجوں میں تقسیم نہیں کرو گے، یہ مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا، یہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے، آج کل کی حکومت تو کھانے پینے کا ذریعہ ہے، عہدہ ومنصب کمال کا ذریعہ ہے اور لوگوں کی بھلائی کا دعویٰ جھوٹا ہے، کوئی بڑا آدمی غریبوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تو حضورؐ کے ظاہر وباطن حالات کے ساتھ مطابقت کیسے پیدا ہوسکتی ہے، اور حضرت ابن عمرؓ والی صفت کیسے پیدا ہوسکتی ہے جنہوں نے چالیس سال سے پیٹ بھر کر کھانا ہی نہیں کھایا تھا۔

مبارک آدمی کی شناخت

میں عرض کیا کہ آسمانی شرائع میں یہی بات نظر آتی ہے فحکمه الی الله سب سے پہلے عقیدے کی درستگی کتاب وسنت سے معلوم کرو، صحابہؓ کے اجماع اور آئمہؒ کے اجتہاد سے معلوم کرو کہ عقیدہ کونسا صحیح ہے اور کونسا غلط ہے، پتہ چل جائے گا کہ اکثر لوگوں کے عقائد درست نہیں بلکہ شرکیہ، بدعتیہ اور ملحدانہ ہیں، اگر ادھر رجوع کرو گے تو اعمال کا پتہ چل جائے گا کہ کونسا دین کے مطابق ہے اور کونسا خلاف ہے، آسمانی شریعتوں میں ہمیشہ صحیح عقیدہ اور عمل کی تلقین کی گئی ہے، چنانچہ زبور جو حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی، اس کی پہلی آیت یہی ہے کہ ”مبارک ہے جو آدمی جو شریروں کی فلاح پر نہیں چلتا (غلط کار، بدعقیدہ، فاسق فاجر، نا ہنجار، ملحد) اور خطا کاروں کی راہ میں کھڑا نہیں ہوتا اور ٹھٹھا بازوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتا بلکہ خداوند کی شریعت میں اس کی خوشنودی ہے (یعنی خدائی شریعت اسکی خوشنودی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہوتی ہے)اوراس کی شریعت میں دن رات اس کا دھیان رہتا ہے''۔

مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارا چلنا غلط لوگوں کی فلاح پر ہی تو ہوتا ہے تو آدمی مبارک کیسے ہوگا، اورانجیل کی آیت بھی یہ ہے۔''مبارک ہے وہ آدمی جو غریب کا خیال رکھتا ہے، مصیبت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو مصیبت سے چھڑائے گا'' ظاہر ہے کہ بات بالکل حضورؐ کے قرآن کے مطابق ہے جیسا کہ صحیحین میں آپؐ کا ارشاد ہے کہ غریب کا خیال رکھو گے تو اللہ راضی ہوگا، اس کا پتہ قیامت والے دن چلے گا جب اللہ تعالیٰ بندے سے فرمائے گا، میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، میں پیاسا تھا تو نے پانی نہیں پلایا، مجھے کپڑے کی ضرورت تھی تو نے کپڑا نہیں پہنایا، میں تیرے گھر مہمان بن کر آیا تھا تو نے میری مہمان نوازی نہیں کی، بندہ عرض کرے گا پروردگار! تو رب العالمین ہے، تو توان چیزوں سے پاک ہے، تجھے ان چیزوں کی کیا ضرورت تھی، اللہ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بھوکا پیاسا تھا تو نے اس کی بھوک پیاس کا بندوبست نہیں کیا، میرا فلاں بندہ برہنہ تھا تو نے اس کے لئے لباس کا انتظام نہیں کیا، میرا فلاں بندہ مسافر بن کر آیا تھا مگر تو نے اس کی مہمان نوازی نہیں کی، اگر تم ایسا کرتے تو میری رضا حاصل ہوتی، آج میں تمہیں جہنم میں پھینک دوں گا، تو میرے محترم بزرگو! اگرچہ انجیل میں بہت سی گڑبڑ ہو چکی ہے مگر پھر بھی بعض آیات اسی طرح موجود ہیں، غرضیکہ تمام شرائع آسمانی کا مزاج یہی ہے۔

ایک اہم مسئلہ

(س) حکومت زکوٰۃ کی جو رقم مساجد اور مدارس کو دیتی ہے، وہ سارا سود ہوتا ہے، اس صورت میں بھی اس رقم کا استعمال مولوی حضرات کس طرح کرتے ہیں؟

(ج) یہ سارا سود تو نہیں ہوتا، ممکن ہے اس کا کچھ حصہ سود کا بھی ہو، جس آدمی کی رقم بنک میں جمع ہے، اسکو زکوٰۃ اصل رقم سے وضع کرنی چاہئے اور سود کی رقم علیحدہ رکھنی چاہئے، زکوٰۃ کے لئے سود کی رقم کو شمار نہ کرے، اور پھر زکوٰۃ کا مصرف بھی ٹھیک ہونا چاہئے، مگر ابھی تک کوئی چیز فٹ نہیں بیٹھی لیکن ابتدا کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اگر اسلامی ہو تو زکوٰۃ کی فراہمی اور اخراجات بھی صحیح ہوں، اس طرح مسلمانوں کے بہت سے اقتصادی مسائل حل ہو سکتے ہیں، غریب غربا کی پرورش بھی ہو سکتی ہے اور بھکاری کم ہو سکتے ہیں، توقع کرنی چاہئے کہ اگر آئندہ حکومت میں صحیح لوگ آئیں گے تو ٹھیک کام کریں گے، سود خور لوگوں سے اچھائی کی امید نہیں رکھنی چاہئے، یہ تو غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دعائیہ کلمات

محمد اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ ان کے ایک دوست کی بچی جس کا ذہنی توازن درست نہیں ہے، لا پتہ ہو چکی ہے، دعا کریں کہ وہ جلد مل جائے۔

کراچی کے بڑے معمر نوے سالہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب جو کہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ تھے، کل وفات پا گئے ہیں، ان کے لئے دعائے مغفرت کریں، ان کے لئے بھی اور دیگر فوت شدگان کے لئے بھی بخشش کی دعا کریں، اللہ تعالیٰ ان کی غلطیاں معاف فرمائے اور نیکیوں کو شرف قبولیت بخشے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے، جو مسلمان بچے، بوڑھے، عورتیں، جوان بیمار ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو صحتِ کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے، اور جو مسلمان پریشان حال ہیں، اللہ تعالیٰ سب کی دینی، دنیاوی پریشانیوں کو دور فرمائے، کاروبار میں برکت اور رزق حلال میں وسعت نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی سمجھ اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے،

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

(تاریخ خطبہ ۲۸ مارچ ۱۹۸۶ء)

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کیلئے انمول تحفہ

نمازِ مسنون (خورد)

جس میں نماز کے علاوہ چھ کلمے، ضروری دعائیں، چہل احادیث اور خطبات عربی جمعہ وعیدین اور نکاح بھی شامل ہیں، ان سے چھوٹے بچوں کے علاوہ بڑی عمر کے لوگوں نے بھی خوب استفادہ کیا ہے۔

(مصنف) **مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ**

ناشر! ادارہ نشر واشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

شوقِ مطالعہ

حصول علم کیلئے دو اہم ترین چیزیں

شیخ الاسلام امام ابو محمد محمود بن احمد المعروف علامہ بدر الدین عینیؒ المتوفٰی ۸۵۵ھ رقمطراز ہیں۔

''سُئِلَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمَ حَصَّلْتَ الْعِلْمَ الْعَظِیْمَ فَقَالَ مَابَخِلْتُ بِالْاِفَادَةِ وَ لَا اسْتَنْکَفْتُ عَنِ الْاِسْتِفَادَةِ''

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ کس چیز کے ساتھ آپ نے اتنا بڑا علم حاصل کرلیا؟ تو آپؒ نے فرمایا کہ میں نے دوسروں کو علمی فائدہ پہنچانے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا اور نہ ہی خود علمی فائدہ حاصل کرنے میں کبھی تکبر سے لیا ہے۔''

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری عربی ج۲ ص۲۱۰، طبع بیروت)

حضرت آدمؑ وحواؑ کے زمین پر اترنے کے مقامات

علامہ علی بن محمد سطان الھروی المعروف ملا علی قاریؒ المتوفٰی ۱۰۱۴ھ رقمطراز ہیں۔

''حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین کی طرف اتارا گیا تو وہ ہند میں اترے اور ان کی اہلیہ حوّا سندھ میں اتریں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جدّہ میں اتریں۔''

(شرح النقایۃ عربی ج۱ ص۱۹۹، طبع سہارنپور، انڈیا)

اختلاف مطالع کا اعتبار اور معیار

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ المتوفٰی ۱۳۷۷ھ نے فرمایا۔

''مسئلہ یہ ہے کہ شہر کے مطلع کا اعتبار ہوتا ہے، جیسے جمیع اوقات میں مثل شفق، مثلین میں اسی شہر کے اعتبار سے ہوگا، کیونکہ ہر ہزار میل کے بعد ایک گھنٹہ کا فرق ہوجاتا ہے اور وہ بڑھ جاتا ہے۔''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(تقریر ترمذی مع شمائل نبویؐ ص ۵۸۸، مرتب مولانا عبدالقادر قاسمیؒ، طبع ملتان)

فقہ کی عبادت پر فضیلت

علامہ عزالدین ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی المعروف با بن الاثیرؒ المتوفی ۶۳۰ھ لکھتے ہیں۔

''نبی اکرمؐ نے فرمایا:

قَلِیْلُ الْفِقْهِ خَیْرٌ مِنْ کَثِیْرِ الْعِبَادَةِ تھوڑی فقہ زیادہ عبادت سے بہتر ہے۔''

(اُسُدُ الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ عربی ج۲ص۱۷۳، طبع بیروت)

بعض انبیاءؑ کے ناموں کے معنی اور وجہ تسمیہ

علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ المتوفی ۱۳۴۹ھ رقمطراز ہیں۔

''واضح ہو کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کا نام بھی ایسا نہیں پایا جاتا کہ وہ نام ہی اپنے مسمیٰ کے کمالات نبوت کا شاہد عدل ہو، بطور نمونہ چند اسماء کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) آدم: کے معنی گندم گوں ہیں، ابوالبشر کا یہ نام ان کے جسمانی رنگ کو ظاہر کرتا ہے۔

(۲) نوح: کے معنی آرام ہیں، باپ نے ان کو آرام وراحت کا موجب قرار دیا۔

(۳) اسحاق: کے معنی ضاحک یعنی ہنسنے والا ہیں، ہشاش بشاش چہرہ والے تھے۔

(۴) یعقوب: پیچھے آنے والا، یہ اپنے بھائی عیسو کے ساتھ توام (جڑواں) پیدا ہوئے تھے۔

(۵) موسیٰ: پانی سے نکلا ہوا، جب ان کا صندوق پانی سے نکالا گیا، تب یہ نام رکھا گیا۔

(۶) یحییٰ: عمر دراز، بڑھے ماں باپ کی بہترین آرزوؤں کا ترجمان ہے۔

(۷) عیسیٰ: سرخ رنگ: چہرہ گلگوں کی وجہ سے یہ نام تجویز ہوا۔

اسماء بالا کو دیکھو، اور ان کے معانی پر غور کرو، کہ کسی طرح مسمیٰ کی عظمت روحانی یا نبوت کی طرف ذرا سی بھی اشارت نہیں رکھتے، مگر اسم ''محمدؐ'' کی شان خاص ہے۔''

(رحمۃ للعالمین ج۳ص۱۴ طبع لاہور)

تلّی کے درد کے لئے ایک فائدہ عجیبہ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ المتوفی ۱۹۷۶ء رقمطراز ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''فقہ مالکیہ کی مشہور کتاب فیض الرحمٰن میں بحوالہ حیٰوۃ الحیوان مذکور ہے کہ علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس پر مداومت کرے کہ جب جوتا پہنے تو پہلے دایاں اور پھر بایاں پہنے اور جب نکالے تو پہلے بایاں اور پھر دایاں نکالے وہ تلّی کے درد سے مامون رہے گا۔'' (فیض الرحمٰن ص ۲۳۱)

(ثمرات الاوراق یعنی کشکول ص ۴۶، طبع کراچی)

شاہ ولی اللہؒ کا تخلص

جناب شیخ محمد اکرم ایم اے رقمطراز ہیں۔

''شاہ ولی اللہ صاحب کی زندگی اور تصانیف کے مختلف پہلوؤں پر ہم نے تبصرہ کر دیا ہے، لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ شاہ صاحب شاعر بھی تھے اور فارسی غزلوں اور رباعیوں کا ایک معقول ذخیرہ چھوڑ گئے ہیں، آپ امین تخلص کیا کرتے تھے، آپ کی اکثر غزلوں اور رباعیوں میں تصوف اور معرفت کے مضامین ادا ہوئے ہیں، لیکن اشعار میں رسمی عاشقانہ خیالات بھی ہیں۔''

(رودِ کوثر ص ۵۴۵، طبع لاہور)

علماء کی تین اقسام

حضرت مولانا عبدالرزاق ملیح آبادیؒ لکھتے ہیں۔

''ابوقلابہ کہا کرتے تھے ''علماء تین قسم کے ہیں۔''

ایک وہ جنھوں نے علم سے زندگی حاصل کی، مگر دنیا کو ان سے زندگی نہ ملی۔

دوسرے وہ جن کے علم سے دوسروں نے زندگی پائی، مگر خود انھوں نے نہ پائی۔

اور تیسرے وہ جنھوں نے اپنے علم سے خود بھی زندگی پائی اور مخلوق نے بھی پائی۔

(العلم والعلماء، علامہ ابن عبدالبر کی مشہور کتاب جامع بیان العلم وفضلہ کا ترجمہ ص ۱۵۷ طبع دھلی، انڈیا)

عاشقوں کی تین علامات

جناب حامی عبیدی صاحب رقمطراز ہیں۔

''ایک دفعہ میں (شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ) چکوال جا رہا تھا، کچھ فوجی میرے ساتھ سفر کر رہے تھے، ان کے ہمراہ ایک میراثی بھی تھا، ان کی فرمائش پر اس نے ایک غزل سنائی، جس کا پہلا شعر یہ تھا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

؎ عاشقاں را سہ علامت اے پسر
آہ سرد ورنگ زرد وچشم تر

حضرت (مولانا خلیفہ غلام محمد) دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بعینہ یہی حالت تھی، بات بات پر آہ سرد بھرنا اور رونا عام تھا، یہ اللہ کے نام کی برکت ہے، اس سے دل موم ہو جاتا ہے، اس قسم کے حضرات کی باتوں میں اثر بھی ہوتا ہے۔''

(ملفوظات طیبات ص ۱۸۰) (ید بیضاء ص ۲۴۵، طبع لاہور)

برصغیر کے علماء کی بلند ہمتیوں کی سب سے عجیب چیز

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ المتوفٰی ۱۹۵۶ء رقمطراز ہیں۔

''سب سے عجیب چیز جو ہندوستانی علماء کی بلند ہمتیوں کے سلسلہ میں مجھے نظر آتی ہے وہ قرآن مجید کے حفظ کے ساتھ ان کا تعلق ہے، میرا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کو بچپن میں قرآن کے یاد کرنے کا موقع نہ مل سکا، اور آخر عمر میں خیال آیا کہ قرآن یاد کرنا چاہئے، ایک نہیں آپ کو بیسیوں مثالیں اس کی ملیں گی کہ کمر کس کر بیٹھ گئے، اور حافظ بن کر اٹھے۔''

(پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت حصہ دوم ص ۴۳، طبع لاہور)

قلب جاری ہونے کا مطلب

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ المتوفٰی ۱۳۶۲ھ نے فرمایا۔

''ایک شخص حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضرت میرا قلب جاری ہو گیا، آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ دل کے دھڑکنے کو قلب کا جاری ہونا نہیں کہتے، قلب کا جاری ہونا یہ ہے کہ ہر وقت خدا تعالٰی کی یاد دل پر حاضر رہے۔''

(دعوات عبدیت جلد چہارم کا دوسرا وعظ ملقب بہ تفاضل الاعمال ص ۲۱، طبع کراچی)

......☆......☆......☆......☆......

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

ہمارا نصب العین اور فرائض منصبی

بزرگانِ محترم اور عزیزانِ ملت! ایک مسلمان کا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ ملّت اسلامیہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اپنا نصب العین معلوم کرے، جب تک ہمارا نصب العین متعین نہ ہوگا نہ کوئی مفید لائحہ عمل بن سکتا ہے اور نہ کامیاب ہوسکتا ہے۔

بزرگانِ محترم! ہمارا یہ عقیدہ بالکل صحیح ہے کہ ''امتِ اسلامیہ'' خیرالامم ہے، ارشاد خداوندی ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ۔(آل عمران)

''تم بہترین ہو ایسی امت میں جو انسانوں کے نفع کے لیے پیدا کی گئی ہے، اچھی بات کا حکم کرتے ہو، بری بات سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان و یقین رکھتے ہو۔''

لیکن یہ عقیدہ اور خیرامۃ کا قرآنی لقب ہمارے اوپر خاص خاص فرائض عائد کرتا ہے، کاش ہم ان کو پہچانیں اور پوری مستعدی سے ان کو پورا کریں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

مَن سرّه ان يكون من تلك الْأُمَّة فليُؤَدِّ شَرْطَ اللّٰهِ فِيْنَا۔

''جو چاہتا ہے کہ اس کا شمار اس امت میں ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ اس شرط کو پورا کرے، جو اللہ تعالیٰ نے لگائی ہے۔''

آیت کریمہ واضح کر رہی ہے کہ اس امت کی بعثت نہ صرف اس لیے ہے کہ اس امت کو دینی اور دنیاوی منافع حاصل ہوں، بلکہ اس امت کی بعثت کا اہم مقصد اور نصب العین یہ ہے کہ تمام انسانوں کو اس سے نفع پہنچے، عالم انسانی اس کے ''خیر'' سے بہرہ اندوز ہو، یہ امت خیرالامم اس لیے ہے کہ وہ اپنے فرض کو ادا کرتی رہے، یعنی امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کے فرض کو حسن و خوبی سے انجام دیتی رہے، اس لیے وہ ''خير البرية'' ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۔(سورة بينة)

''جولوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے وہی ہیں مخلوق میں سب سے بہتر۔''

وہ آیت کریمہ جو ملّتِ اسلامیہ کو خیر امۃ قرار دیتی ہے اس کا دوسرا حصّہ عبرت آموز سبق بھی پیش کررہا ہے، دوسرے حصے میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْراً لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ۔

(آل عمران ع ١١٠)

''اگر اہل کتاب ایمان لاتے تو ہوتا خیر ان کے لیے ان میں سے کچھ صاحبِ ایمان ہیں اور اکثر فاسق و بدکار ہیں۔''

یہ چند الفاظ بنی اسرائیل کی ہزار سالہ تاریخ کی طرف ہماری توجہ منعطف کرادیتے ہیں اور اس انقلاب عظیم کی علّت بھی واضح کردیتے ہیں جو ملت اسلامیہ کے ظہور کے وقت ہوا تھا یعنی بنی اسرائیل کی شوکت وحشمت ان کی شاندار تاریخ اور تاریخی روایات کو آج اس لیے ختم کیا جارہا ہے اور

أَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ۔ (سورة بقرة ع ٦)

''میں نے فضیلت دی ہے تم کو تمام جہانوں پر۔''

کا طرّہ امتیاز جو بنی اسرائیل کو عطا ہوا تھا اور جو انعام خداوندی ہزارہا سال تک ان کے لیے مخصوص رہا تھا آج وہ سب ان سے اس لیے واپس لیا جارہا ہے کہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کا جو فرض ان پر عائد ہوا تھا، اس کو انجام دینے کی اہلیت بنی اسرائیل نے فنا کردی ہے، ایمان باللہ اور خوفِ خدا کے بجائے بارگاہِ رب العزت میں گستاخانہ جرأت ان کا قومی مذاق بن گیا ہے، لاحاصل تمناؤں اور غلط عقیدوں نے اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی تمام قدر و قیمت کو ختم کردیا ہے۔

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّاماً مَّعْدُودَةً (سورہ بقرۃ) ''ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو آگ، مگر گنتی کے چند روز'' اور نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاؤُهُ۔ (مائدہ) ''ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں'' جیسے عقائد نے پاداشِ عمل کے عقیدے کو مضمحل کرکے یوم الآخر، یوم الدین اور یوم الحساب کے تصور کو بے معنیٰ اور لاحاصل بنادیا ہے۔

لہٰذا یہ منصب جلیل ان سے واپس لے کر امت اسلامیہ اور امت محمدیہ علی مؤسسها الصّلوٰة

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

والسّلام کے حوالے کیا جارہا ہے اور آج عرفات کی چوٹیوں پر یہ بشارت اصحابِ محمد (صلوات اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین) کو سنائی جارہی ہے کہ

اَلْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الإِسْلَامَ دِیْناً۔

(سورہ مائدہ ع ۱)

''آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین، پوری کر دی تمہارے اوپر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمہارے لیے دین اسلام۔''

برادرانِ عزیز اور بزرگانِ ملت!

جس طرح آپ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ کی ملّت ''خیر اُمة'' ہے، اسی طرح آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ اس ذاتِ اقدس سے وابستہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رؤف رّحیم (سورہ توبہ) فرمایا ہے۔ جس کو دنیا میں اس لیے مبعوث فرمایا گیا ہے کہ پوری کائنات پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے۔

وَ ما ارسلنٰك الا رحمة للعالمين۔

نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحم کرنے کے لیے تمام جہانوں پر۔

لیکن مجھے معاف فرمائیں، اگر میں بدقسمتی کا شکوہ کروں کہ اس آیت کے مفہوم میں، دماغی اختراع نے بے جا مداخلت کی ہے اور عام طور پر سمجھا جانے لگا ہے کہ مسلمان جو کچھ بھی کریں وہ غیر مسؤل ہیں اور صرف اس بنا پر کہ وہ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس سے وابستگی کا دعویٰ کرتے ہیں، مغفور ہیں جو چاہیں کریں، ان سے کوئی باز پرس نہیں، یعنی اسرائیلی عقیدہ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاؤُهُ کو ختم کرنے کی بجائے معاذ اللہ اس کی نقل شروع کر دی گئی ہے۔

حالانکہ ہر ایک صاحبِ علم سمجھتا ہے کہ مفادِ آیت یہ ہے کہ جس طرح سرورِ کائنات، سید الموجودات، محبوب رب العالمین (علیہ الف الف صلوٰت وتسلیمات) یتیموں کے والی، بیکسوں کے وارث، غریبوں کے ہمدرد، غمزدوں کے غمگسار، مصیبت زدوں کے مددگار تھے، اسی طرح آپ کے متّبع، آپ کے اُسوہ حسنہ پر عمل کرنے والے اور آپ کے دامنِ اقدس سے وابستہ ہونے والے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کا وجود کائنات کے لئے رحمت ہو، وہ خدا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

واحد کا پرستار اور عبادت گزار ہو، غریبوں کا ہمدرد ہو، یتیموں اور بیکسوں کا غمگسار ہو، ظلم وعدوان کا مخالف، مظلوموں کا حامی اور مددگار ہو، اس کے مکارم اخلاق ہر ایک کے لیے آیۃ رحمت ہوں اور اس کے اعمال خیر اور افعال حسنہ سارے عالم کے لیے باعث خیر و برکت ہوں۔

اس کے پرخلوص دعائیں لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ (سورہ مائدہ) کی تصدیق دنیا کے سامنے پیش کریں۔

(حاشیہ! سورہ مائدہ کی یہ آیت اہل کتاب کو تنبیہ کر رہی ہے کہ اگر وہ تورات وانجیل پر اور ان احکام پر جو توریت وانجیل کے علاوہ دوسرے صحیفوں میں نازل ہوئے تھے، پوری طرح عمل کرتے تو اپنے اوپر سے کھاتے اور پیروں کے نیچے سے بھی، یعنی آسمانوں سے بھی برکتیں نازل ہوتیں اور زمین کی برکتیں بھی ان کے اطمینان ومسرت میں اضافہ کرتیں لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا، لہٰذا طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔)

اور اس کا پرُخشوع استغفار يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَاراً ، وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَاراً (سورہ نوح) کا نظارہ دنیا کو دکھائے۔

(حاشیہ! حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا، اپنے رب سے معافی کی دعا کرو، بیشک وہ بہت زیادہ مغفرت کرنے والا ہے، وہ آسمان کی دھاریں تمہارے لیے کھول دے گا اور تمہارے میں مال واولاد میں اضافہ کرے گا اور تم کو سرسبز وشاداب باغ اور رواں دواں نہریں عطا فرمائے گا۔)

ملاءاعلیٰ ان کے اعمال حسنہ اور خصائل حمیدہ سے لُطف انداز ہو، فرشتے ان کے لیے دعائے خیر و برکت کریں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کو اپنی فطری تسبیح وتقدیس کا ایک جز بنالیں۔ کما قال الله تعالیٰ

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْماً فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (سورہ مؤمن)

''حاملین عرش اور جو عرش کے ماحول میں ہیں اپنے رب کی حمد وستائش کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور اہل ایمان کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے گھیر لیا ہے ہر ایک چیز کو رحمت اور علم سے پس مدد فرما ان کو جو توبہ کریں اور تیرے راستہ پر چلیں اور ان کو عذاب دوزخ سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

محفوظ فرما۔''

اس طرح ایک خیر و برکت کی فضا آسمان سے زمین تک عرش سے فرش تک قائم ہوا اور دنیا شہادت دے کہ آپ ''خیرامۃ'' ہیں، آپ ''خیرالبریۃ'' ہیں، آپ '' شہداء علی الناس '' ہیں مختصر یہ کہ آیت کریمہ نے اس کی بجائے کہ آپ کو فخر و مباہات کی کوئی سند عطا کریں، آپ پر بہت سی ذمہ داریاں عائد کی ہیں اور آپ کے فرائض کا دامن بہت وسیع کر دیا ہے۔

ایک مسلمان کی خدمت صرف اس کی ذات، اس کے اہل و عیال یا اس کے خاندان اور قبیلہ تک محدود نہیں ہوسکتی، اس کی خدمات کا دائرہ کسی طبقہ کی حدود میں محصور نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کی نفع رسانی، رنگ و نسل کے امتیاز سے آزاد ہوگی، اس کی محبت و شفقت جغرافیائی حدود کی پابند نہیں ہوگی، اور وہ تمام انسانوں کو ایک ماں باپ کی اولاد، ایک خالق کی مخلوق اور ایک رب کی عیال سمجھ کر امداد و اعانت، ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات کو عام کرے گا، اس کا ذاتی مفاد اس کی نظر میں ہیچ ہوگا اور اس کی تمام جدوجہد انسانیت کے مفاد کے لیے وسیع تر ہوگی، وہ ہر بات جماعتی نقطہ نظر سے سوچے گا اور نوع انسان کی فلاح و بہبود اس کے نفع و نقصان کا معیار ہوگی۔

غرض ایک مسلمان کا کردار اور اس کی گفتار اس رحمتِ عالم کی زندگی پاک کا اسوہ ہونا چاہیے جس نے سارے عالم کو پیغام رحمت سنایا۔

جس نے ساری مخلوق کو اللہ کی عیال قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

فَاَحبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ احسن الی عیالہ (مشکوٰۃ شریف حوالہ بیہقی)

''اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی عیال پر احسان کرے۔''

جس نے مومن کی تعریف یہ فرمائی۔

المومن من امنہ الناس علٰی دِمَائِھِمْ وَ اَمْوَالِھِمْ۔ (بخاری شریف)

المومن من امن الناس بوائقہ (ترمذی شریف)

یعنی مومن وہ ہے کہ تمام انسانوں کی جانیں اور مال اس کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں اور کسی انسان کو بھی اس کی وجہ سے کوئی خطرہ پیدا نہ ہو، اور ہر ایک مومن کو یہ ہدایت فرمائی۔

صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الی من اساءَ الیك ۔ (بخاری شریف)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''جوڑو اس سے جو تم سے توڑے (قطع تعلق کر لے) معاف کرو اس کو جو تم پر ظلم کرے اور بھلائی کرو اس کے ساتھ جو تمہارے ساتھ برائی کرے۔''

جو شب کے آخر حصہ میں جب طویل القیام نوافل سے فارغ ہو کر مناجات میں مشغول ہوتا تو بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا کرتا تھا۔

اللّٰهمَّ رَبَّنَا وَ ربّ کُلّ شَیْءٍ انا شهید ان العباد کلّهم اخوة۔

(ابوداؤد شریف، باب مایقول الرجل اذا سلم)

''اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اے پالنے والے ہر چیز کے! میں گواہ ہوں (اقرار کرتا ہوں) کہ تمام بندے بھائی بھائی ہیں۔''

بزرگانِ محترم! اگر ہم اپنے منصب کو پہچانیں اور منصبی فرائض کو انجام دینے کے لیے کمر بستہ ہوں تو ہم اللہ رب العالمین کے سچے وفادار ہوں گے۔

عون الخبیر

شرح الفوز الکبیر فی اصول التفسیر

(تالیف)

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(شارح)

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ

صفحات: ۱۳۷

ناشر! ادارہ نشر واشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، حضرت والد صاحبؒ نے اگرچہ کوئی کتاب حضرت مدنیؒ سے نہیں پڑھی لیکن ہمیشہ آپ کو اپنے اساتذہ ہی کے درجہ میں سمجھا اور آپ کے ساتھ استاذ ہی کا معاملہ فرمایا، جس زمانے میں حضرت والد صاحبؒ کو دارالعلوم دیوبند میں فتوی کی خدمت سپرد کی گئی اس دور میں حضرت مدنیؒ صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے، اس لئے ان سے علمی مسائل میں استفادہ اور مشورہ کا سلسلہ بکثرت رہتا تھا۔

آزادی ہند کے طریقہ کار کے مسئلہ میں علماء دیوبند کے درمیان جو اختلاف رونما ہوا وہ ہر پڑھے لکھے شخص کو معلوم ہے، حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ مسلمانوں کیلئے ایک الگ مملکت ہونی چاہئے تاکہ وہاں کے مسلمان کسی غیر مسلم اکثریت کے اشتراک کے بغیر حکمرانی کر سکیں، اور وہاں پر اسلامی شریعت نافذ ہونے کے امکان پیدا ہوں۔

دوسری طرف حضرت مدنیؒ اور بعض دوسرے علماء دیوبند برصغیر کی تقسیم کو مسلمانوں کیلئے خاص طور سے اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کیلئے مضر سمجھتے تھے، اس لئے وہ تقسیم ملک کے خلاف تھے۔

قیام پاکستان سے ذرا پہلے دونوں نقطہ ہائے نظر کا اختلاف اپنے عروج پر تھا، لیکن یہ بھی ایک مثالی اختلاف تھا، دونوں فریق دیانت داری سے جس موقف کو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں مفید سمجھتے تھے اس پر نہ صرف مضبوطی سے قائم تھے، بلکہ اس کی کامیابی کے لئے عملاً کوشاں تھے، اور اس مسئلہ میں چونکہ حضرت والد صاحبؒ کا موقف حضرت تھانویؒ اور حضرت علامہ عثمانیؒ کے موقف کے مطابق تھا اس لئے حضرت مدنیؒ سے رائے کا یہ اختلاف ناگزیر تھا، لیکن دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کا موقف چونکہ خلوص وللّٰہیت اور مسلمانوں کی خیر خواہی پر مبنی تھا اس لئے ان بزرگوں نے اختلاف کو اس کی حدود میں رکھنے کی وہ مثالیں قائم کی ہیں جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بنی رہیں گی۔

حضرت مدنی قدس سرہ سے اس مسئلہ میں اختلاف کے باوجود حضرت والد صاحب قدس سرہ جس عظمت اور اجلال واکرام کے ساتھ حضرت مدنیؒ کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے وہ قابل دید تھا، احقر کو کبھی یاد نہیں ہے کہ حضرت والد صاحب نے کبھی حضرت مدنیؒ سے اختلاف رائے کا ذکر فرمایا ہو اور اسی کے ساتھ آپ کے علمی و عملی کمالات کا اہتمام کے ساتھ تذکرہ نہ فرمایا ہو، چنانچہ حضرت مدنی قدس سرہ سے متعلق حضرت والد صاحب سے سنی ہوئی چند باتیں ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ فرمایا کہ جب حضرت مدنی قدس سرہ حدیث کا درس دینے کیلئے دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تو آپ نے دارالعلوم کے اساتذہ پر مشتمل ایک ''مجلس علمی'' قائم فرمائی، اس مجلس کا مقصد یہ ہوتا کہ اساتذہ باہم بیٹھ کر علمی مذاکرات کریں، اور جس استاذ کو کوئی علمی اشکال پیش آیا ہو وہ سب کے سامنے رکھے، اور اس پر تبادلہ خیال کریں، چنانچہ معمول یہ تھا کہ ہر جمعرات کو تمام اساتذہ اپنے اپنے گھروں سے کھانا منگوا لیتے، اجتماعی طور سے کھانا بھی ہوتا اور علمی مسائل بھی زیر بحث رہتے تھے، یہ بڑی دل چسپ مجلس ہوتی تھی، جس میں اساتذہ کو ایک دوسرے کی معلومات سے استفادے کا موقع ملتا تھا، اور حضرت مدنیؒ اس مجلس کے روح رواں ہوتے تھے۔

۲۔ حضرت والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مدنیؒ کا یہ عظیم احسان میں کبھی نہیں بھول سکتا کہ انہوں نے مجھے علم حدیث کی طرف متوجہ فرمایا، اور اصرار کر کے مجھے حدیث کی تدریس پر آمادہ کیا، اس سے پہلے میں علوم آلیہ سے لے کر تفسیر اور فقہ تک ہر علم وفنون کی کتابیں دارالعلوم میں پڑھا چکا تھا، لیکن حدیث پڑھانے کا موقع نہیں ملا تھا، اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت والد صاحبؒ خود تحریر فرماتے ہیں۔

''جب آپ سلہٹ میں تشریف رکھتے تھے تو وہاں حدیث پڑھانے کے لئے ایک مدرس کی ضرورت پیش آئی، مجھے والا نامہ تحریر فرما کر بلایا، میں نے عذر کیا کہ اس وقت تک دارالعلوم میں مجھے کبھی حدیث پڑھانے کا اتفاق نہیں ہوا۔

اس پر تقاضا کا خط آیا کہ ایسا کیوں کیا؟ حدیث کی تعلیم کو ضروری سمجھو پھر دیوبند تشریف آوری کے وقت دوبارہ حکم دیا، میں نے عرض کیا کہ حضرتؒ جہاں استاذ محترم حضرت شاہ صاحبؒ درس حدیث دیتے ہوں، وہاں ایسا احمق کون ہوگا جو مجھ سے حدیث پڑھنے کو گوارا کرے گا؟

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فرمایا کہ نہیں، کوئی نہ کوئی کتاب حدیث کی ضرور پڑھایا کرو! اور پھر بار بار اس کا تقاضہ فرمایا، بالآخر دارالعلوم کی طرف سے پہلے مؤطا امام مالک کا درس میرے سپرد ہوا، اور اس کے بعد دورہ حدیث کی دوسری کتابیں پڑھانے کی نوبت آئی۔'' (نقوش وتاثرات ص۲۳)

۳۔ حضرت والد صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ عام طور سے لوگوں نے حضرت مدنیؒ کی صرف سیاسی جدوجہد کو ان کا اصل کمال سمجھ لیا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سالہا سال حضرت شیخ الہند قدس سرہ کی خدمت وصحبت میں رہنے کی جو توفیق عطا فرمائی، انہوں نے اپنے شیخؒ کی خدمت اور عقیدت ومحبت میں اپنے آپ کو جس طرح فنا کیا اور اپنی عام زندگی میں اپنے شیخ کے اوصاف وکمالات کو جس طرح منعکس کرنے کی کوشش کی حضرت مدنیؒ کی عظمت کے اس پہلو کو اتنا اجاگر نہیں کیا گیا جتنا اس کا حق تھا۔

۴۔ فرمایا کہ اگرچہ حضرت مدنیؒ کو حضرت تھانویؒ کے سیاسی مسلک سے اختلاف تھا لیکن ان کے قلب میں نہ صرف حضرت تھانویؒ کی قدر ومنزلت کم نہ تھی بلکہ وہ حضرت تھانویؒ کے ساتھ اپنے بڑوں جیسا معاملہ ہی فرماتے تھے، چنانچہ مجھے یاد ہے عین اس زمانے میں جب کہ حضرت تھانویؒ اور حضرت مدنیؒ کا سیاسی اختلاف الم نشرح ہو چکا تھا، ایک مرتبہ حضرت مدنیؒ نے دیوبند کے بعض اساتذہ سے کہا کہ عرصہ ہوا ہمارا تھانہ بھون جانا نہیں ہوا، اور حضرت تھانویؒ کی زیارت کو دل چاہتا ہے چنانچہ حضرت مدنیؒ اور دارالعلوم کے بعض دوسرے اساتذہ (جن میں شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ کا اسم گرامی احقر کو یقینی طور پر یاد ہے، باقی کا نہیں) تھانہ بھون روانہ ہوئے، اتفاق سے گاڑی رات گئے تھانہ بھون پہنچی، اور یہ حضرات ایسے وقت خانقاہ کے دروازہ پر پہنچے کہ خانقاہ بند ہو چکی تھی، ان حضرات کو یہ معلوم تھا کہ خانقاہ کا نظام الاوقات مقرر ہے، اس لئے نہ اس نظام کی خلاف ورزی مناسب سمجھی اور نہ حضرت تھانویؒ کو رات گئے تکلیف دینا پسند آیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت مدنی قدس سرہ کو بڑا جفاکش اور مجاہدانہ زندگی کا عادی بنایا تھا، چنانچہ آپ اپنے رفقاء سمیت خانقاہ کے دروازہ کے سامنے چبوترے ہی پر لیٹ کر سو گئے۔

حضرت تھانوی قدس سرہ فجر کی اذان کے وقت جب اپنے مکان سے خانقاہ کی طرف تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ باہر چبوترے پر لیٹے ہیں، اندھیرے میں صورتیں نظر نہ آئیں، چوکیدار سے پوچھا تو اس نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا، قریب پہنچ کر دیکھا تو حضرت مدنیؒ اور حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ جیسے حضرات تھے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت تھانویؒ نے اچانک انہیں دیکھا تو مسرور بھی ہوئے اور اس بات کا صدمہ بھی ہوا کہ یہاں پہنچ کر اس حالت میں انہوں نے رات گزاری، چنانچہ ان سے پوچھا کہ حضرت! آپ یہاں کیوں سو گئے۔

حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ ہمیں معلوم تھا کہ آپ کے یہاں ہر چیز کا نظم مقرر ہے خانقاہ اپنے مخصوص وقت پر بند ہو جاتی ہے اور پھر نہیں کھلتی، حضرت تھانویؒ نے فرمایا۔ خانقاہ کا تو نظم بلاشبہ یہی ہے، لیکن غریب خانہ تو حاضر تھا اور اس پر تو آپ جیسے حضرات کیلئے کوئی پابندی نہ تھی، حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ ہم نے رات گئے آپ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا۔ غرض اس طرح یہ حضرات تھانہ بھون گئے، اور ایک دو روز رہ کر واپس تشریف لے آئے۔

حضرت والد صاحبؒ یہ واقعہ سنانے کے بعد فرمایا کرتے تھے کوئی شخص اس للّٰہیت اور اس تواضع و مسکنت کی مثال پیش کر کے دکھائے، کہ عین اختلافات کے عالم میں بھی یہ حضرات کیسی سادگی، اور کیسی بے تکلفی، اور کیسی بے نفسی کے ساتھ ایک دوسرے سے پیش آتے تھے، اللہ اکبر!

۳۔ کپڑے کے وہ باریک موزے جو ثخین نہ ہوں، لیکن ان کے تلے پر چمڑا چڑھا ہوا ہو، جنہیں فقہاء رقیق منعل کہتے ہیں، ان پر مسح کے جواز میں فقہائے حنفیہ کا کچھ اختلاف رہا ہے، اس مسئلہ میں حضرت والد صاحبؒ کا فتویٰ یہ تھا کہ ان پر مسح جائز نہیں (جس کے تفصیلی دلائل کے لئے والد صاحبؒ نے ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا جو فتاوی دارالعلوم دیوبند میں شائع ہو چکا ہے) لیکن حضرت مدنیؒ کا رجحان جواز کی طرف تھا، اس مسئلہ پر زبانی گفتگو تو کئی بار ہوئی لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا، ایک دن حضرت مدنی قدس سرہ نے فرمایا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کیلئے میں کچھ وقت فارغ کر کے دارالافتاء میں آؤں گا، چنانچہ ایک دن حضرت تشریف لائے اور کتابوں کی مراجعت کر کے گفتگو ہوتی رہی، حضرت مدنی نے اپنے دلائل بیان فرمائے اور میں اپنے شبہات پیش کرتا رہا، یہاں تک کہ یہ گفتگو تین روز کے قریب چلی، اور آخر میں حضرت مدنی قدس سرہ نے فرمایا کہ بات آپ کی بھی بے وزن نہیں ہے لیکن میرا اس پر انشراح نہیں ہوتا، اور آپ کو میرے دلائل پر اطمینان نہیں ہو رہا، اس لئے آپ اپنے موقف پر رہیں اور میں اپنے موقف پر۔

حضرت والد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد ایک مرتبہ حضرت مدنی قدس سرہ میرے بہنوئی مولانا نبیہہ حسن صاحب کے مکان پر تشریف لائے میں بھی حاضر تھا، حضرت اس وقت ایسے ہی موزے (یعنی رقیق منعل) پہنے ہوئے تھے، مغرب کی نماز کا وقت ہوا تو حضرت مدنی قدس سرہ نے ان موزوں پر مسح فرمایا، اور

ارشاد فرمایا کہ

مفتی صاحب! آپ کے نزدیک تو یہ مسح درست نہیں ہوا، اس لئے میرے پیچھے آپ کی نماز بھی نہ ہوگی، اب آپ ہی امامت فرمائیں، حضرت کے ارشاد پر میں نے بھی تکلف نہیں کیا اور اس روز خود امامت کی۔

حضرت والد صاحبؒ یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ ان حضرات نے اختلاف کرنے کا طریقہ بھی اپنے عمل سے سکھایا ہے۔

۴۔ حضرت والد صاحب نے جب ''سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم'' تالیف فرمائی، تو حضرت والد صاحب نے حضرت مدنیؒ کی خدمت میں پیش کی، اس کے بعد جب دوسرا ایڈیشن طبع ہونے لگا تو حضرت مدنیؒ اس وقت سلہٹ میں مقیم تھے، حضرت والد صاحبؒ نے دوبارہ کتاب کا ایک نسخہ ان کی خدمت میں ارسال فرمایا، حضرت مدنی قدس سرہ نے اس پر ایک مکتوب میں بطور تقریظ ارشاد فرمایا کہ۔

''میں آپ کے رسالہ کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پا کر نصاب میں داخل کر چکا ہوں، عنقریب اس کے متعلق ایک جلسہ کمرلاء منعقد ہوگا، اور یہ نصاب انشاء اللہ تمام صوبہ بنگال وآسام کے قومی مدارس کیلئے معمول بہ ہوگا، بقیہ حصص جلد تکمیل کے درجہ کو پہنچنے چاہئیں، حقیقت یہ ہے کہ جناب مولانا تھانوی دامت برکاتہم اور دیگر بزرگوں کی تحریرات کے بعد ہم جیسے ناکاروں کا کچھ بھی لکھنا منہ چڑانا اور سخت بے ادبی ہے۔''

''قومی اسمبلی نے الیکشن کے بارے میں سابقہ دور میں پاس کردہ قوانین میں ترامیم کی ہیں، ہماری گزارش ہے کہ مساجد و مدارس، خاندانی نظام اور اسٹیٹ بینک کے بارے میں آئی ایم ایف، سیڈا اور فیٹف کی ہدایت پر منظور کیے جانے والے قوانین پر بھی نظرثانی ضروری ہے۔'' [مولانا زاہد الراشدی]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط وترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

بُرے خاتمہ کے چار اہم ترین اسباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، خُصُوْصاً عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌo ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌo وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْھَا غَبَرَۃٌ o تَرْھَقُھَا قَتَرَۃٌ o اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَفَرَۃُ الْفَجَرۃُ o

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ، وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ، وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

محترم حاضرین و برادران اسلام وخواتین محترمات!

تمہید

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم تیسویں پارہ میں سے ’’سورۃ عبس‘‘ کی آخری آیات ۳۸ تا ۴۲ تلاوت کی ہیں، جن کی روشنی میں آج میں بُرے خاتمہ کے چار اہم ترین اسباب کے بارے میں کچھ ضروری باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، حُسنِ خاتمہ کے بارے میں بہت دفعہ بات ہوئی ہے، بُرے خاتمہ کے ویسے تو بہت سے اسباب ہیں، تاہم آج اِس مختصر سے وقت میں ایک حوالے سے صرف چار اسباب ہی عرض کرسکوں گا، سب سے پہلے اِن آیات کا ترجمہ ومفہوم عرضِ خدمت ہے۔

تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ ومفہوم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِن آیات میں بنیادی طور پر قیامت کی منظرکشی کی ہے، جب صور پھونک دیا جائے گا،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس روز نفسانفسی کا عالم ہوگا، اس سے پچھلی آیات میں فرمایا یَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيهِ o وَاُمِّهٖ وَاَبِيهِ o وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيهِ o یعنی بھائی، ماں باپ، اولاد، بیوی سب ایک دوسرے سے فرار ہوں گے لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيهِ o یعنی اس دن ہر آدمی کی ایک علیحدہ ہی کیفیت ہوگی، جو اسے دوسرے سے مستغنی کرے گی۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس موقع پر دو قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے، ایک حسنِ خاتمہ والے، ان کی نشانیاں بتائی ہیں اور ایک برے خاتمہ والے، ان کی نشانیاں بھی بتائی ہیں، جن کا اچھا انجام ہوگا ان کے بارے میں فرمایا وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ کچھ چہرے اس دن روشن ہوں گے ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ہنسنے والے ہوں گے اور خوشی منانے والے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا حسنِ خاتمہ ہوا، یعنی اچھا انجام ہوا۔ جناب رسول اللہؐ نے اس کی بہت سی تفصیلات بیان فرمائی ہیں، جو حسن خاتمہ کے موضوع سے تعلق رکھتی ہیں، میرا موضوع آج بُرے خاتمہ سے متعلق ہے۔

اگلی آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ناکام ہونے والے اور برے خاتمہ والے لوگوں کی نشانیاں بتائی ہیں، وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ اور کچھ چہرے اس دن ایسے ہوں گے جن پر گردوغبار چھائی ہوگی، تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ اُن پر سیاہی چڑھی ہوگی، قَتَرَۃٌ اصل میں تارکول کو کہتے ہیں، سڑکوں پر جو کالی لُک ڈالی جاتی ہے۔ جیسے انسان دور دراز کے سفر سے آتا ہے تو اُس پر گردوغبار پڑی ہوتی ہے، پریشان حال ہوتا ہے، غرضیکہ ان کے منہ پر بطورِ سزا کالک مل جائے گی، ان کی کیفیت ایسی ہوگی، یہ کون لوگ ہوں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ یہ وہی لوگ ہیں جو کافر اور فاجر ہیں۔ ان کا انجام اچھا نہیں ہوگا، ان کو بری موت کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو کر اپنی سزا کو بھگتنا پڑے گا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کا حسنِ خاتمہ فرمائے اور برے خاتمہ سے ہم سب کو بچائے۔

چار بھائیوں کے انجامِ بد کا عبرتناک واقعہ

امام محمد بن محمد بن یوسف دمشقیؒ نے اپنی کتاب ''الزھر الفائح'' میں ایک واقعہ لکھا ہے، وہ اس موضوع کو سمجھانے کیلئے آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، حضرت سفیان ثوریؒ بہت بڑے محدث ہیں، حدیث کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جن میں اُن کی کوئی روایت موجود نہ ہو، ایک دفعہ وہ بیت اللہ شریف میں طواف کر رہے تھے، طواف کے دوران انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جو اُن کے آگے چل رہا تھا اور بلند آواز کے ساتھ یہ دُعا کر رہا تھا،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ ، اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ۔ اے اللہ! مجھے محفوظ رکھ، اے اللہ! مجھے محفوظ رکھ۔ وہ بار بار بڑی عاجزی وزاری کے ساتھ یہ دعا کر رہا تھا، یہ دیکھ کر حضرت سفیان ثوریؒ بڑے متعجب ہوئے، انہوں نے سوچا کہ یہ بیت اللہ شریف میں موجود ہے اور طواف کر رہا ہے، اللہ کی قبولیت اس کو حاصل ہے کہ یہاں پہنچا ہوا ہے، تو پھر یہ کس چیز کی سلامتی کی دعا کر رہا ہے، انہوں نے اس آدمی سے پوچھا کہ اے بھائی! تُو کس چیز سے سلامتی کی دعا کر رہا ہے، مجھے بھی بتا، اُس شخص نے ان کو ایک مختصر اور عبرتناک جواب دیا، جو میرے موضوع سے متعلق ہے، کہنے لگا ہم چار بھائی تھے، سب مسلمان تھے، ٹھیک ٹھاک تھے، اللہ کی پکڑ آئی، ایک بھائی عیسائی ہو گیا، دوسرا یہودی ہو گیا، تیسرا مجوسی ہو گیا، تینوں نے اسلام سے برگشتہ ہو کر دوسرے مذاہب اختیار کر لیے، اب صرف ایک میں بچا ہوں، اس لیے میں خدا کے سامنے یہ دعا کر رہا ہوں کہ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ اے اللہ مجھے محفوظ رکھنا۔ تو ایمان کی سلامتی بڑی اہم چیز ہے، اگر یہ نہیں رہے گی تو آخرت میں برے خاتمہ کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونا پڑے گا، لہٰذا ہر وقت یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے، حضور نبی اکرمؐ نے ہمیں جو تعلیمات دی ہیں، اُن میں ایک دُعا یہ بھی ہے، جو سب مسلمان مرد اور خواتین کو یاد رکھنی چاہئے اور مانگتے رہنا چاہئے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَۃِ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں بُرے خاتمہ سے۔

ساری زندگی انسان اچھائیاں کرے اور آخر میں ایمان کو چھوڑ دے تو یہ بڑے گھاٹے کی بات ہے، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ ہوتی ہے، برے خاتمہ کے چانس اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب انسان کچھ ایسی باتیں انجام دیتا ہے جو ٹھیک نہیں ہوتیں، وہ کون سی باتیں ہیں، میں ان میں سے صرف چار اسباب عرض کرنا چاہوں گا، جو انسان کے بُرے خاتمہ کا باعث بنتے ہیں، ہم سب مرد، خواتین، بچوں اور بوڑھوں کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ کہیں وہ اسباب ہمارے اندر تو نہیں پائے جاتے، ان کو چھوڑنے کی کوشش کرنی چاہئے، توبہ واستغفار کرنی چاہئے اور اس کے برخلاف جو صحیح باتیں ہیں ان کو انجام دینا چاہئے۔

بُرے خاتمہ کے چار اہم ترین اسباب

ہماری امت میں ایک محدث گزرے ہیں، امام علامہ شیخ خاتمۃ الحفاظ حافظ عبدالرحمٰن جو امام جلال الدین سیوطیؒ کے نام سے مشہور ہے، نویں دسویں صدی ہجری کے ہیں، ۹۱۱ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے، یہ ہماری امت محمدیہ میں وہ آخری شخصیت ہیں جن کو خاتمۃ الحفاظ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، یعنی اس امت میں جو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آخری حافظ الحدیث گزرے ہیں وہ امام جلال الدین سیوطیؒ ہیں، جیسے قرآن کریم حفظ کرنے والے کو حافظ قرآن کہتے ہیں، اسی طرح جو لوگ احادیث کو سند، متن، علل اور شرائط کے ساتھ یاد کرتے اور ان کو ایک لاکھ احادیث زبانی یاد ہوتی ہیں، ان کو حافظ الحدیث کہتے ہیں، امام جلال الدین سیوطیؒ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ہماری اس امت کے آخری حافظ الحدیث ہیں، ان کے بعد کوئی ایسا آدمی نہیں گزرا جن کو ایک لاکھ احادیث زبانی یاد ہوں، بڑے مفسر، محدث اور مؤرخ تھے، ان کی بڑی خدمات ہیں، تقریباً پانچ سو کتابیں انہوں نے لکھی ہیں، ان کی ایک کتاب عربی میں ہے، مصر سے طبع ہوئی ہے، اس کا نام ہے ''شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور'' اس میں انہوں نے یہ بات لکھی ہے جو میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے لکھا ہے قَالَ الْعُلَمَآءُ اَلْاَسْبَابُ الْمُقْتَضِيَةُ لِسُوْءِ الْخَاتِمَةِ وَالْعَيَاذُ بِاللّٰهِ اَرْبَعَةٌ جو اسباب بری موت کے مقتضی ہوتے ہیں، اللہ ان سے سب کو محفوظ رکھے، وہ فرماتے ہیں چار ہیں۔ یعنی چار سبب ایسے ہیں جو انسان کی بری موت کا باعث بنتے ہیں، ویسے تو اس کے علاوہ بھی بہت سے ہیں، لیکن انہوں نے چار اہم ترین اسباب ایک ہی موقع پر بیان فرمائے ہیں۔

[۱] نماز کی توہین

ان میں سے پہلا سبب جو انسان کی بری موت کا باعث بنتا ہے، فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ اَلتَّهَاوُنُ بِالصَّلٰوةِ نماز کو حقیر سمجھنا، اس کو ہیچ سمجھنا، ہلکا سمجھنا، اس کا استہزاء کرنا، مذاق اڑانا۔ جو کافر ہیں وہ تو نماز کا انکار ہی کر دیتے ہیں، لیکن جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، وہ بھی نماز کو کچھ نہیں سمجھتے، حالانکہ نماز رکن اسلام ہے، وہ اس کو ہلکا لیتے ہیں، حقیر سمجھتے ہیں، پھر بعض لوگ تمسخر تک اڑاتے ہیں، یہ انسان کے برے خاتمے کا سبب بنتا ہے، حضور نبی اکرمؐ نے نماز کے بارے میں بڑی تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں، قرآن اور حدیث اس سے بھرے پڑے ہیں، قرآن کریم میں جا بجا اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ آیا ہے، جناب رسول اللہؐ نے فرمایا اَلصَّلٰوةُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ نماز مومن کیلئے نور ہوتا ہے، یہ حدیث میں نے اس وجہ سے پڑھی کہ قرآن کریم کی تلاوت کردہ آیات میں یہ آیا ہے کہ اُن کے چہرے روشن ہوں گے، یہ روشنی نماز کی وجہ سے ہوتی ہے، بخاری و مسلم کی روایت میں آتا ہے کہ نماز کیلئے ہم جو وضو کرتے ہیں غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ قیامت کے دن میری امت کے لوگوں کے وضو والے اعضا چمک رہے ہوں گے، وہ اس کے ساتھ پہچانے جائیں گے، لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ امت محمدیہ کے لوگ ہیں، لیکن چمکیں گے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسی کے جس نے یہاں وضو کیا اور نماز پڑھی، وگرنہ مشکل ہے، لہٰذا نماز کو اللہ کا حکم سمجھ کر پڑھنا چاہیے، اس کو ہلکا نہیں لینا چاہیے، حضور نبی اکرمؐ کی ساری زندگی کی تعلیمات اور آپ کا موت کے وقت بار بار نماز کے بارے میں پوچھنا، اس کی بڑی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، موت کے وقت جب آپ پر بار بار بیہوشی طاری ہو رہی تھی، جب ہوش آتا تو آپ کہتے مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ حضرت ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں، آپ نے نماز کے بارے ساری زندگی تلقین فرمائی، اس لیے اس کو ہلکا نہیں لینا چاہیے۔

آج کل لوگ ایک تو نماز پڑھتے ہی نہیں، جو کہ گناہِ کبیرہ اور حرام امر ہے، اُلٹا یہ کہ اس کی توہین کرنا اور تمسخر اڑانا ان کا شیوہ بن چکا ہے، کافر لوگ ایسا کریں تو بات سمجھ میں آتی ہے، لیکن اگر مسلمان بھی یہ کام شروع کر دیں تو یہ بڑی ناکامی اور شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے، اس مناسبت سے میں آپ کو دو خبریں سنانا چاہتا ہوں۔

ہمارے پاکستان میں ایک دفعہ ایک فلمی ایکٹر کا بچہ پیدا ہوا، یہ واقعہ اخبارات میں آیا تھا اور میں نے خود پڑھا تھا، جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا سنت عمل ہے، اس فلمی ایکٹر نے اپنے بچے کی پیدائش پر اس سنت عمل کا مذاق اس طرح اڑایا کہ ایک مرغا لاکر اس بچے کے کان کے قریب کر کے اس سے بانگ دلائی، یہ ملک جو اسلام کے نام پر لیا گیا تھا اس میں اذان کا تمسخر اس طرح اڑایا گیا، ایسے واقعات پہلے بھی ہوئے ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں۔

ابھی میں نے کل ہی ایک خبر پڑھی ہے، ہمارے ملک کے حالات ٹھیک نہیں ہیں، بہت ہی دگرگوں ہیں، حاکم وقت یعنی جو ہمارے وزیر اعظم صاحب ہیں، ان سے قوم کے اکثر لوگ پریشان ہیں، خبر یہ ہے کہ ایک جگہ کچھ لوگوں نے ایک مصنوعی میت بنائی، اس کو جنازے والی چارپائی پر رکھا اور کافی سارے لوگوں نے کھڑے ہو کر اس پر نمازِ جنازہ پڑھی اور اس کے خلاف بددعائیں کیں، یہ بات ٹھیک ہے کہ اس کی حکومت ناکام ہوگئی ہے، ہم بھی اس کے حق میں نہیں ہیں، لیکن نماز کا اس طرح مذاق اڑانا یہ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا، آگے زندہ انسان بھی نہیں ہے، بلکہ ایک ڈمی بنا کر رکھی ہوئی ہے، اس پر سب نے جنازہ پڑھا ہے اور بددعائیں کی ہیں، نماز کا مذاق اڑانا، وہ بھی پاکستان کی اسلامی حکومت میں اور اس پر کوئی نوٹس نہ لیا جانا، یہ بہت ہی بری بات ہے اور شعائر اسلام کی توہین ہے، اس طرح بہت دور تک بات چلی جاتی ہے، اگر شعائر اسلام کا اس طرح تمسخر اور مذاق اڑایا جائے اور اڑانے والے اس کو جائز اور حلال سمجھتے ہوں تو وہ دائرہ اسلام سے نکل جاتے ہیں، ایمان ہاتھ میں نہیں رہتا، تو برے خاتمہ کا پہلا سبب امام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جلال الدین سیوطیؒ نے یہی بتایا ہے کہ اَلتَّهَاوُنُ بِالصَّلٰوۃِ نماز کو ہلکا لینا، یعنی اس کو حقیر سمجھتے ہیں اور اس کا استہزاء کرتے ہیں تو یہ انسان کے بری موت کے اسباب میں سے پہلا سبب ہے، ایسے لوگ دنیا کی زندگی چاہے خوشحالی کی گزار لیں، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کو حقیر سمجھنے اور اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بلکہ الٹا اس کا تمسخر اور مذاق اڑانے کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا برا خاتمہ کرتے ہیں اور بری موت ان کو نصیب ہوتی ہے، اس وجہ سے ہر آدمی کو اس سے بچنا چاہئے اور نماز کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے۔

[۲] شراب نوشی

انسان کی بری موت کا دوسرا سبب وہ یہ فرماتے ہیں وَشُرْبُ الْخَمْرِ شراب نوشی۔ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی حرام قرار دیا ہے اور جناب رسول اللہؐ نے بھی حرام قرار دیا ہے، یہ بہت بری عادت ہے، ہمارے ملک میں نوجوانوں کے ساتھ ساتھ کالج کی لڑکیوں میں بھی اب نشے کی صورتیں پیدا ہو رہی ہیں، شراب کو اس طرح لیا جا رہا ہے جیسے عام شربت کی بوتل ہوتی ہے، یہ مسلمانوں میں ہو رہا ہے، محدث رزینؒ کی ایک طویل روایت ہے جو حضرت حذیفہؓ نے بیان کی ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے ایک خطبے میں بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں جن میں ایک بات یہ تھی کہ اَلْخَمْرُ جُمَّاعُ الْاِثْمِ شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔ دوسری حدیث میں آتا ہے اُمُّ الْفَوَاحِشِ فحش باتوں کی بنیاد ہے۔

صحابی رسول حضرت سعید بن طارقؓ جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا یا رسول اللہ! اِنَّا لَنَتَدَاوىٰ بِهَا ہم شراب کے ساتھ دوائی وغیرہ کرتے ہیں، اس کی دوائی بناتے ہیں یا دوائی میں شراب کو ڈالتے ہیں، جناب رسول اللہؐ نے ان کو جواب میں فرمایا اِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهَا دَآءٌ، یہ دوائی نہیں ہے، بلکہ یہ خود بیماری ہے۔ اس کے ساتھ انسان میں جسمانی اور روحانی دونوں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ ایسا آدمی جو شراب نوش ہے، آخر میں اس کو بری موت نصیب ہوتی ہے، امام جلال الدین سیوطیؒ نے بری موت کے اسباب میں سے دوسرا سبب یہ بیان کیا، اس میں بڑی تفصیلات ہیں، وقت کم ہے، اس لئے میں تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔

[۳] والدین کی نافرمانی

تیسرا سبب یہ ارشاد فرمایا وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ بری موت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ انسان والدین کی نافرمانی کرے، حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ والدین کی بہت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نافرمانی کی جائے گی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں والدین کے بارے میں بہت تعلیمات دی ہیں، فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا، (الاسراء۔۲۳)ان کواُف نہ کہواوران کوجھڑکومت،آج کل ہمارے معاشرے میں ایسا ہو چکا ہے کہ والدین خود اولاد کو برے راستے پر ڈالتے ہیں،اس کے بارے میں بھی اللہ نے تعلیمات دی ہیں، وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا، (لقمان۔۱۵)یعنی والدین اگراولادکوشرک کی طرف لگائیں،اس ضمن میں ساری بری باتیں آجاتی ہیں،توان باتوں میں ان کی اطاعت اور فرمان برداری نہیں ہے، والدین کی اطاعت اور فرمان برداری صرف جائز کاموں میں ہوتی ہے، جو اللہ کے احکامات اور جناب رسول اللہؐ کی تعلیمات سے نہ ٹکراتے ہوں اور شریعت اسلامیہ کے ساتھ متصادم نہ ہوں،ان میں ان کی اطاعت ضروری ہے،لیکن اگر والدین بچوں کو کفر،شرک،شراب نوشی،لوٹ کھسوٹ،کسی کی جان و مال کو تلف کرنے، کسی کے مکان پر قبضہ کرنے اور کسی کی زمین ہڑپ کرنے پر لگائیں تو پھر بچوں کو خود چاہئے کہ اسلامی تعلیمات دیکھیں کہ ہمارے والدین صحیح کہہ رہے ہیں یا نہیں،ایسی صورت میں ان کی اطاعت نہیں ہوتی۔

بہت سے کیس ایسے ہیں کہ ہم نے خود سنا ہے کہ والدین نے اولاد کے ذریعے کسی کی دوکان ہڑپ کر لی،کسی کی زمین کھا گئے،کسی کے مکان پر قبضہ کرلیا،اور پھر اس پر اولاد کی بڑی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، حالانکہ والدین کو ایسا کردار اداء کرنا چاہئے کہ وہ اولاد کے حق میں اچھا نمونہ بنیں،وگرنہ ظاہر بات ہے کہ اگر ماں باپ خود شراب نوشی، لوٹ کھسوٹ،ظلم،حرام خوری،رشوت اور سود وغیرہ کے معاملات کرتے ہیں تو اولاد بھی ان کو دیکھ کر ایسے ہی کرے گی،ایسے کاموں میں والدین کی اطاعت نہیں ہوتی، بلکہ جائز کاموں میں ہوتی ہے،تو جو والدین جائز کاموں میں والدین کی نافرمانی کریں گے،ان کے بارے میں حضور نبی اکرمؐ کی تعلیمات یہ ہیں کہ اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ اور والدین کی نافرمانی کرنا وَقَتْلُ النَّفْسِ اور کسی جان کو تلف کر دینا ہے،یہ کبیرہ گناہوں میں سے بھی بہت بڑے کبیرہ گناہ ہیں،اسی وجہ سے امام جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی جائز باتوں میں والدین کی نافرمانی کرے گا تو بری موت کے اسباب میں سے تیسرا سبب یہ ہے کہ اس کا خاتمہ بُرا ہوگا جو خدا بارگاہ میں اس کو بھگتنا پڑے گا۔

[۴] مسلمانوں کو اذیت پہنچانا

چوتھی بات جو امام جلال الدین سیوطیؒ نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ وَاَذَى الْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کو اذیت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پہنچانا، یہ بھی انسان کی بری موت کا سبب بنتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں آج کل یہ بہت زیادہ رائج ہے، کوئی آدمی دوسرے سے محفوظ نہیں ہے، ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے کو اذیت پہنچا رہا ہے، ایک عہدہ دار اپنے ماتحتوں کو اذیت پہنچا رہا ہے، ایک پولیس والا عام لوگوں کو اذیت پہنچا رہا ہے، ایک محکمے والا اپنے متعلقہ لوگوں کو اذیت پہنچا رہا ہے، اسی طرح حکام ہیں، وہ بھی مسلمانوں کو اذیت پہنچا رہے ہیں، ہمارا ملک پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے، اس کا دستور اسلامی ہے اور اس میں رہنے والے اکثر لوگ مسلمان ہیں، اس وقت سارے کے سارے اذیت میں مبتلا ہیں، یہ کسی کو بتلانے والی بات نہیں ہے کہ عوام الناس کتنی اذیت میں ہے، جو کام دو سال پہلے دس روپے میں ہوتا تھا آج وہ تین سو روپے میں بھی بڑی مشکل سے ہوتا ہے، یہ کیفیت بنی ہوئی ہے، خورد ونوش کی چیزوں میں مہنگائی اور روزمرہ کی استعمال کی چیزوں کی قیمتیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں، یہ ملک کیلئے کوئی نیک شگون نہیں ہے، آپ سب حضرات پڑھے لکھے ہیں، سب کو پتہ ہے کہ دو سال پہلے ہمارے ملک میں ہر آدمی تقریباً ایک لاکھ روپے کا مقروض تھا، ہم اس کو روتے تھے کہ بھئی ایک لاکھ روپے کے مقروض ہو گئے ہیں، لیکن اب اِس ڈیڑھ دو سال میں ہر بچہ تقریباً دس لاکھ روپے کا مقروض ہو گیا ہے، اور اب پھر یہ پر تول رہے ہیں کہ ہم اربوں روپیہ پھر سے قرضہ لینے لگے ہیں، یہ ایسے اقدامات ہیں جن کی وجہ سے آنے والی حکومت کو حالات پھر اس نہج پر لانے کیلئے شاید پچاس سال کا عرصہ یا ایک صدی لگ جائے، جب ایک چیز مہنگی ہوتی ہے تو پھر اس کو پیچھے لانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ قرضہ اتارے گا کون؟ جو دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور اس پر سود بھی بڑھتا چلا جا رہا ہے، حکومتیں تو آج آئیں اور کل گئیں، یہ قرضہ ہم لوگوں پر پڑے گا جو عوام الناس ہیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری حکومت کو ہدایت نصیب فرمائے، وہ اسلام اور ملک کیلئے کوئی ایسا کام کر کے جائیں جس کے ساتھ ان کی واہ واہ ہو اور آنے والے لوگ ان کا نام لیتے رہیں، تاریخ میں ان کا نام اچھے الفاظ میں یاد رکھا جائے، یہ نہ ہو کہ آنے والے لوگ ان پر پھٹکاریں ڈالیں، لعنتیں بھیجیں، یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

الغرض! امام جلال الدین سیوطیؒ نے بری موت کا چوتھا سبب یہ فرمایا ہے کہ وَاَذَی الْمُسْلِمِیْنَ مسلمانوں کو اذیت پہنچانا، یہ اللہ نے بھی منع فرمایا ہے اور جناب رسول اللہؐ نے بھی منع فرمایا ہے، آپؐ نے اس بابت بڑی تعلیمات دی ہیں، فرمایا لَا تُـؤْذُوا الْمُؤْمِنِیْنَ مسلمانوں کو اذیت مت پہنچاؤ، آج سارے ملک کے مسلمانوں کا ناطقہ بند ہے، ہم تو اپنے ملک کی باتیں کر رہے ہیں، ویسے پوری دنیا میں مسلمان مشکلات کا شکار ہیں، اللہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تبارک وتعالیٰ سب مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے، ہمارے ملک کے حال پر رحم فرمائے، ہم سب کو بری موت سے بچائے اور حسنِ خاتمہ نصیب فرمائے۔

دعائیہ کلمات

ثناء الحق صاحب دعائے صحت کیلئے کہہ رہے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے، ابو ہریرہ سعید غلط مقدمات میں ملوث ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ رہائی کا سبب بنائے، امتیاز احمد صاحب کہہ رہے ہیں میری والدہ صاحبہ بیمار ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ صحت وتندرستی نصیب فرمائے، اسی ہفتے میں ہمارے کچھ ساتھی اور بزرگ وفات پا گئے ہیں، حافظ شفیق الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کے سب سے چھوٹے داماد تھے اور اِسی محلّہ کی چھوٹی مسجد میں کافی عرصہ تک امام رہے ہیں، بڑے نیک آدمی تھے، حافظ قرآن تھے، وہ اچانک فجر کی نماز کیلئے اٹھے، وضو کیا، وضو کرنے کے بعد بیٹھتے ہی ان کی وفات ہوگئی، اسے کہتے ہیں حسن خاتمہ، یہی میرا آج تقریر کا موضوع تھا، وہ کلمہ پڑھتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوئے ہیں، ان کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، ہمارے دوسرے بزرگ حضرت مولانا عبدالحق اعوان صاحب، جامعہ نصرۃ العلوم کے فاضل تھے، ۱۹۶۶ء میں انہوں نے یہاں سے دورۂ حدیث کیا تھا، ساری تعلیم یہیں حاصل کی، وہ تین ساتھی مقبوضہ کشمیر سے آئے تھے، یہاں ہی رہے اور ساری زندگی یہیں پڑھا، حضرت والد صاحبؒ نے ان کی ساری سرپرستی کی، وہ یہیں سے فاضل ہوئے، پھر فیروزی مسجد نعمانیہ روڈ پر انتیس سال تک امام رہے، آج کل وہ پیپلز کالونی کی ایک مسجد اور مدرسہ میں کام کر رہے تھے، عارضہ قلب میں مبتلا تھے، وہ بھی فجر کی نماز مسجد میں پڑھ کر آئے تھے، وہاں قریب ہی ان کی گلی میں مسجد ہے، واپس آکر کلمہ پڑھتے ہوئے ان کی بھی وفات ہوگئی، ان کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، غلطیاں کوتاہیاں معاف فرمائے، اسی ہفتے میں ہمارے ایک ساتھی کلیم اللہ بٹ صاحب جو ماڈل ٹاؤن سے یہاں جمعہ پڑھنے کیلئے آتے ہیں، ان کی والدہ بھی وفات پا گئی ہیں، نیک خاتون تھی، ان کا جنازہ میں نے پڑھایا تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بھی غلطیاں کوتاہیاں معاف فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، ہمارے ایک ساتھی ہیں ملک عبدالرشید صاحب گندم والے، ان کی والدہ بھی اسی ہفتے میں وفات پا گئی ہیں، بزرگ اور نیکوکارہ خاتون تھی، ان کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بخشش ومغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، یہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صاحب کہہ رہے ہیں کہ یکم فروری کو میری والدہ وفات پا گئی ہیں، ان کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بخشش ومغفرت فرمائے۔

جتنے بھی مسلمان مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے وفات پا گئے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی بخشش ومغفرت فرمائے، جو بیمار ہیں، جس جس قسم کی بیماری اور تکلیف میں مبتلا ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے، جو پریشان حال ہیں، اس وقت تو سب ہی پریشان حال ہیں، جس جس قسم کی پریشانی میں مبتلا ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی پریشانیوں کو دور فرمائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دین حق کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے، اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے، حسن خاتمہ نصیب فرمائے اور برے خاتمہ سے محفوظ فرمائے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

(تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۷، فروری ۲۰۲۰ء)

الاکابر

یہ کتاب مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ کی زندگی میں شائع ہونے والی آخری کتاب ہے، اس میں آپؒ کے قلم وبیان سے معرض وجود میں آنے والے کئی مضامین ہیں، جسے پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، باب اول میں خلفائے راشدینؓ باب دوم میں صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ باب سوم میں ائمہ مفسرینؒ، محدثینؒ وفقہاءؒ وصوفیاءؒ وعلماء کرامؒ، باب چہارم میں اکابرین علماء دیوبندؒ اور پانچویں باب میں متفرق شخصیات کا ذکر ہے، یہ کتاب ۳۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

ناشر: ادارہ نشر واشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، انڈیا

ایک اہم اور قابل توجہ مسئلہ!

غذا انسان کی ایک بنیادی ضرورت ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کائنات میں غذا کے وافر وسائل پیدا فرمائے ہیں، یہ وسائل نہ صرف دنیا میں انسان کے گرد پھیلے ہوئے ہیں، بلکہ آخرت میں بھی فراہم رہیں گے، یہ اور بات ہے کہ اہل جنت کو ہر قسم کی تکلیف ومشقت سے محفوظ غذائیں دی جائیں گی اور اہل دوزخ کو بدمزہ، بدبودار اور تکلیف دہ کھانے پینے کی چیزیں فراہم کی جائیں گی، دنیا میں انسان کو غذا کے طور پر جو چیزیں میسر ہیں، وہ بنیادی طور پر تین ہیں: جمادات، نباتات اور حیوانات۔

جمادات سے مراد مٹی، لوہا وغیرہ ہیں، ایسی چیزیں جن میں زندگی نہیں ہوتی اور جن میں تیز رفتار نمو کی کیفیت نہیں پائی جاتی، جمادات میں بہت کم چیزیں ہیں، جو غذا کے طور پر استعمال ہوتی ہیں، ان کا زیادہ تر استعمال دواؤں میں ہوتا ہے، لوہا، چونا، پتھر، سونا چاندی وغیرہ قدیم زمانہ سے ہی دواؤں میں استعمال کئے جاتے رہے ہیں، اور آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی اس طریقہ پر استعمال ہوا کرتے ہیں، اسی طرح قدرتی نمک، غذا اور دوا دونوں کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔

غذا کا سب سے بڑا وسیلہ نباتات ہیں، چاول، گیہوں، دال، تیل اور ترکاریاں، یہ سب یا تو نباتات ہیں، یا نباتات سے حاصل ہونے والی اشیاء ہیں، بڑی حد تک انسانی غذا کا انحصار نباتات کی پیداوار ہی پر ہے، اللہ تعالیٰ نے نباتات میں یہ خصوصیت رکھی ہے کہ ان کی افزائش میں کم محنت اور مدت درکار ہوتی ہے اور پیداوار کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان غذاؤں میں ایسی صلاحیت رکھی ہے کہ جسم کو جو وٹامن اور اجزاء مطلوب ہوتے ہیں، وہ بڑی حد تک ان کے ذریعہ مہیا ہو جاتے ہیں؛ اسی لئے بہت سے لوگ نباتاتی اشیاء کے ذریعہ ہی اپنی غذا کی ضرورت پوری کرتے ہیں۔

نباتات کے بعد انسانی خوراک کا دوسرا بڑا وسیلہ حیوانات ہیں، گزشتہ زمانہ میں جب حمل ونقل کے ذرائع محدود بھی تھے اور سست رفتار بھی، تو صحرائی علاقوں میں زیادہ تر حیوانی غذاؤں پر لوگوں کا دار ومدار ہوتا تھا، اسی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

طرح جنگلات میں ''جہاں باضابطہ کھیتی نہیں ہوتی''تھی، شکار کے جانور اور پھلوں کے ذریعہ آدمی اپنی ضرورت پوری کرتا تھا، لیکن لحمی غذاؤں کی اہمیت ہر علاقہ میں بسنے والے لوگوں کے لئے رہی ہے، کیوں کہ جسم کی بہت سی ضرورتیں لحمی غذاؤں کے ذریعہ ہی بہتر طور پر پوری ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان میں جو لذت رکھی ہے، نباتات کے ذریعہ وہ حاصل نہیں ہو پاتی ہیں، اسی لئے دنیا میں ہمیشہ لحمی غذاؤں سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ رہی ہے اور دنیا کے بیشتر مذاہب نے اس کی اجازت دی ہے، مسلمان، یہودی، عیسائی اور بدھسٹ تو اس کو درست سمجھتے ہی ہیں، لیکن ہندو مذہبی کتابوں میں بھی جانوروں کی قربانی اور جانوروں کے گوشت کو بطور غذا استعمال کرنے کا ذکر موجود ہے۔

غور کیا جائے تو قدرت کا اشارہ بھی یہی ہے، جو جانور چارہ کھاتے ہیں، ان کے اندر گوشت کو ہضم کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، وہ قدرتی طور پر چارہ خور ہوتے ہیں، جو جانور قدرتی طور پر گوشت خور ہوتے ہیں، وہ گوشت ہی کو ہضم کرتے ہیں، طبعی طور پر وہ چارہ نہیں کھاتے، اسی لئے کبھی یہ نہیں سنا گیا کہ بھینسیں گوشت کھانے لگی ہوں اور شیروں نے گھاس پھوس کھانا شروع کر دیا ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کے معدہ میں دونوں طرح کی غذاؤں کو ہضم کرنے کی صلاحیت رکھی ہے، اسی طرح جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے دانت دیئے ہیں، جو کھانے والی چیزوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنے کے کام آتے ہیں، اس طرح ان کو ہضم کرنا آسان ہو جاتا ہے، چارہ خور جانوروں کو چپٹے دانت دیئے گئے ہیں، جو نباتاتی چیزوں کو چبانے کے کام آتے ہیں، انھیں نوک دار دانت نہیں دیئے گئے، جن کو گوشت وغیرہ کو کاٹنے میں استعمال کیا جاتا ہے، اس کے برخلاف گوشت خور جانوروں کو نوکدار دانت دیئے گئے ہیں، جو لحمی غذاؤں کو ٹکڑے کرنے اور کاٹنے کے کام آتے ہیں، جیسے: کتے اور شیر وغیرہ، انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے دونوں طرح کے دانت دیئے ہیں، یہ سب قدرت کے اشارے ہیں، تاکہ انسان اپنی غذا کے دائرے کو سمجھ لے۔

جب ہم غذاؤں پر شرعی نقطۂ نظر سے غور کرتے ہیں تو جمادات اور نباتات کا مسئلہ آسان اور واضح ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس نے کائنات کی تمام چیزوں کو انسان ہی کے لئے پیدا کیا ہے ''هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُم مَّا فِيْ الاَرْضِ جَمِيْعاً'' (البقرۃ:۲۹) فقہاء نے اسی حکم ربانی کی روشنی میں یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ چیزوں میں اصل مباح ہونا ہے، جب تک کہ اس کے حرام ہونے کی کوئی دلیل موجود نہ ہو ''الاصل في الاشياء الاباحة'' (البحر المحیط فی اُصول الفقہ :۲۱۲/۱) لیکن حیوانات کا معاملہ اس سے مختلف ہے، حیوانات اصل

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں حرام ہیں، جب تک کہ اس کے حلال ہونے کی شرعی دلیل فراہم نہ ہو، اس لئے لحمی غذاؤں کے حلال ہونے کے لئے تین باتوں کا لحاظ ضروری ہے، اول یہ کہ جس جانور کا گوشت ہے، وہ خود حلال ہو، ایسے جانوروں کی تعداد محدود ہے، قرآن و حدیث میں اس سلسلہ میں اُصول بھی ذکر کر دیئے گئے ہیں اور ان کی جزوی تفصیلات بھی مذکور ہیں، چنانچہ تمام درندہ جانور حرام ہیں، نیز رینگنے والے جاندار کیڑے مکوڑے وغیرہ بھی حرام کئے گئے ہیں، اونٹ، بیل، بھینس، بکرے، ہرن، مرغ میں نر و مادہ نیز پالتو و جنگلی جانور حلال کئے گئے ہیں، دوسری قابل لحاظ چیز یہ ہے کہ حلال جانور کے بھی بعض اجزاء حرام ہیں، جس کا ذکر خود حدیث میں ہے اور وہ یہ ہیں: ''نر و مادہ کے اعضاء تناسل، فوطے، بہتا ہوا خون، مثانہ، پتھ، جس گوشت میں گرہ پڑ گئی ہو'' (کتاب الآثار: ۱۱۶) بعض فقہاء نے اِن پر اُس کا بھی اضافہ کیا ہے، جس کو قصاب حضرات ''مغز حرام'' سے تعبیر کرتے ہیں، یہ کل آٹھ ہیں، تیسری ضروری بات یہ ہے کہ وہ حلال جانور شرعی اُصولوں کے مطابق ذبح کیا گیا ہو۔

شرعی طریقہ پر ذبح کرنے کے سلسلہ میں دو باتیں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں، اول یہ کہ جانور کی گردن سے چار نالیاں گزرتی ہیں: ایک غذا کی، ایک سانس کی اور دو خون کی، جن کو شہ رگ کہا جاتا ہے، ذبح کے صحیح ہونے کے لئے ان میں سے تین کا اچھی طرح کٹ جانا ضروری ہے، (الفتاویٰ الہندیہ: ۲۸۷/۵) اس کا ایک فائدہ تو جانور کی تکلیف کو کم کرنا ہے؛ کیوں کہ اگر دماغ کی طرف جانے والی خون کی سپلائی لائن کٹ جائے تو چند سیکنڈ میں قوت احساس ختم ہو جاتی ہے، دماغ کی موت ہو جاتی ہے اور تکلیف کا احساس باقی نہیں رہتا، اس طرح جانور کو تکلیف کا احساس کم ہوتا ہے، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ رگوں میں گردش کرتا ہوا خون اچھی طرح نکل جاتا ہے، اس خون کے نکل جانے سے گوشت میں مضرِ صحت اثر باقی نہیں رہتا، اگر خون اچھی طرح نہ بہہ پائے اور وہ جسم کے اندر ہی جذب ہو جائے تو خون میں صحت کو نقصان پہنچانے والے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں اور گوشت انسان کے لئے نقصان دہ ہو جاتا ہے، غالباً مردار کے گوشت کو حرام قرار دینے کی حکمت یہی ہے۔

ذبح کے عمل کے درست ہونے کے لئے دوسری ضروری بات یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت جانور پر اللہ کا نام لیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ وہی جانور حلال ہے، جو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو اور ایسے جانور کا گوشت کھانے سے منع فرمایا گیا ہے، جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہو: ''وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ'' (الانعام: ۱۲۱) احادیث میں اس کی اور بھی وضاحت آئی ہے، یوں تو اصل مقصود جانور پر اللہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تعالیٰ کا نام لینا ہے، خواہ کسی بھی طریقہ پر نام لیا جائے؛ لیکن افضل طریقہ یہ ہے کہ ''بسم اللہ اللہ اکبر'' کہا جائے، ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کے نام لینے کا یہ حکم ایمان وعقیدہ کے پہلو سے ہے۔

کیوں کہ دنیا کی مختلف مشرک قوموں میں ذبح اور قربانی کو مشرکانہ نقطۂ نظر سے انجام دیتی آئی ہیں، لوگ دیویوں اور دیوتاؤں کے نام پر جانوروں کو چھوڑتے تھے، تہواروں میں ان کے نام سے قربانی کیا کرتے تھے، استھانوں اور بتوں کی عبادت گاہوں پر جانوروں کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے اور کھانے کے لئے بھی غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے، گویا ذبح وقربانی کو وہ اپنے مشرکانہ عقائد کے اظہار کا ذریعہ بناتے تھے، اس کی واضح مثال خود ہندوستان ہے، عام طور پر برادران وطن گوشت خوری کو ناپسند کرتے ہیں اور زیادہ تر سبزی خور ہیں، ان کو نہ صرف گائے کی قربانی پر اعتراض ہے، بلکہ بڑا جانور بھی ناگوار خاطر ہے، لیکن اس کے باوجود تہواروں میں ان کے یہاں بھی جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے، رسول اللہؐ نے لوگوں کے ذہن میں عقیدۂ توحید کو راسخ کرنے اور مشرکانہ افکار سے انہیں بچانے کے لئے یہ تدبیر فرمائی کہ جن کاموں کو وہ شرک اور غیر اللہ کی تقدیس کے طور پر کرتے تھے، ان ہی کو توحید کے سانچے میں ڈھال دیا گیا، قربانی دینا چوں کہ ایک فطری جذبہ ہے اور گوشت انسان کی ایک فطری غذا ہے؛ اس لئے آپؐ نے قربانی کے طریقہ کو باقی رکھا، شرعی ذبیحہ کو حلال قرار دیا گیا؛ لیکن ان کو شرک کی بجائے عقیدۂ توحید کا مظہر بنا دیا کہ قربانی کی جائے، مگر اللہ ہی کے نام پر، جانور ذبح کیا جائے؛ لیکن اللہ ہی کے نام پر، غیر اللہ کے نام پر نہ قربانی جائز ہے اور نہ جانوروں کو چھوڑنا اور ذبح کرنا، علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر جانور ذبح کرے تو اس کا کھانا حرام ہے، کیوں کہ خود قرآن مجید میں اس کی صراحت ہے، (المائدۃ:۳) اس پر بھی قریب قریب اتفاق ہے کہ اگر ذبح کرتے وقت قصداً اللہ کا نام چھوڑ دے تو اس صورت میں بھی ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔ (الہدایہ:۴/۳۴۷)

یہ بھی ضروری ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو، (المائدۃ:۴) غیر مسلم کا ذبیحہ حلال نہیں، البتہ ایسے یہودی اور عیسائی جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہوں، نبوت اور وحی پر ایمان رکھتے ہوں، آخرت پر ان کا ایمان ہو، وہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر ایمان رکھتے ہوں، البتہ رسول اللہؐ پر ان کا ایمان نہ ہو، تو اگرچہ یہ مسلمان نہیں ہیں؛ لیکن کفر میں ان کا درجہ دوسرے غیر مسلموں کے مقابلہ کمتر ہے، اس لئے عام غیر مسلموں کے مقابلہ ان کے حکم میں نرمی برتی گئی ہے، ان کی عورتوں سے نکاح جائز قرار دیا گیا ہے اور ان کا ذبیحہ حلال ہے، (المائدۃ:۵)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لیکن اس سے صرف نام کے یہودی یا عیسائی مراد نہیں ہیں، جو ملحد ہوں، یا جو رسالت وآخرت کا انکار کرتے ہوں، مگر اپنے آپ کو برائے نام یہودی یا عیسائی کہتے ہوں، ایسے نام نہاد یہودی وعیسائی کا نہ ذبیحہ حلال ہے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے، آج کل عام طور پر جو لوگ اپنے آپ کو یہودی یا عیسائی کہتے ہیں، ان کی صورتِ حال یہی ہے کہ وہ زیادہ تر دہریہ ہیں، خدا، نبوت اور آخرت وغیرہ کے قائل نہیں ہیں---

ہندوستان میں زیادہ تر جو غیر مسلم بھائی آباد ہیں، یعنی ہندو، سکھ، بودھ وغیرہ، ان کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے، کیونکہ وہ بہر حال اہل کتاب میں شامل نہیں ہیں، اسی طرح اگر کوئی شخص حقیقت میں یہودی یا عیسائی ہو، تب بھی جب تک وہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لے اور بسم اللہ نہ کہے، اس وقت تک ذبیحہ حلال نہیں ہوگا: ''لا تحل ذبيحة من تعمد ترك التسمية مسلماً كان أو كتابياً''۔(ردالمحتار:۵/۱۹۰)

آج کل ذبیحہ کے سلسلہ میں دو باتیں خاص کر قابل توجہ ہیں:

اول یہ کہ اب گوشت کی تجارت میں اچھی خاصی تعداد غیر مسلم بھائیوں کی داخل ہو چکی ہے اور غیر مسلم قصاب بھی جانور ذبح کیا کرتے ہیں، خاص کر چکن کی تجارت میں، مسلمانوں کو اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے گوشت خریدنا چاہئے، اگر مسلمان جانور ذبح کرے اور غیر مسلم اس کے گوشت فروخت کرتے ہوں تو ان سے گوشت لینے میں حرج نہیں، لیکن اگر غیر مسلم ہی جانور ذبح بھی کرتے ہوں تو پھر ان کا ذبیحہ حلال نہیں، اگرچہ ایسی جگہیں کم ہیں جہاں برادرانِ وطن جانور ذبح کرنے کا کام کرتے ہوں، زیادہ تر علاقوں میں خود مسلمان اس کام کو انجام دیتے ہیں، لیکن بڑے شہروں میں اس کو خاص طور پر ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔

دوسرا قابل توجہ پہلو خود مسلمان قصابوں کا ہے، لوگوں کا احساس ہے کہ عام طور پر قصاب جانور ذبح کرتے چلے جاتے ہیں، بسم اللہ پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتے، ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک طرف جانور کے گلے پر چھری چلا رہے ہیں، دوسری طرف دوکان میں کام کرنے والوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر رہے ہیں، یہاں تک کہ گالی بک رہے ہیں، ایسی صورت میں اگر قصداً اس نے جانور پر بسم اللہ نہیں کہا تو یہ ذبیحہ حلال نہیں ہوا، مرغیاں چونکہ تقریبات میں بڑی تعداد میں ذبح کی جاتی ہیں؛ اس لئے اس موقع پر غفلت اور زیادہ ہوتی ہے، قصاب حضرات کو اس سلسلے میں خصوصی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے، بہتر ہے کہ جہاں وہ اور کام کرنے والوں کو رکھتے ہیں، ایک شخص کو خاص اسی مقصد کے لئے رکھیں، جو جانور پر 'بسم اللہ اللہ اکبر' کہتے ہوئے اسے ذبح کرنے کا اہتمام کرے، نیز جو لوگ دعوت اور مختلف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تقریبات کے لئے بڑی مقدار میں چکن خرید کرتے ہیں، وہ بھی اس بات کا اہتمام کریں کہ چکن ذبح کرنے میں اپنے ایک ایسے ساتھی کو مقرر کردیں، جو مستقل طور پر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے ذبح کا فریضہ انجام دے، اس طرح حلال وحرام جیسے اہم مسئلہ میں ایک بڑی بے احتیاطی سے بچنے کا اہتمام ہوسکتا ہے، حرام غذا عبادت کو نامقبول بنادیتی ہے، دُعاؤں کو بے اثر کردیتی ہے، انسان کی اپنی اور اپنے بال بچوں کی زندگی پر اس کا برا اثر پڑتا ہے اور اگر انسان کسی دوسرے کو ایسی غذا کھلائے جو حرام ہو تو یہ گناہ بالائے گناہ ہے، اس لئے جو مسلمان قصاب جانور کو ذبح کرتے ہیں، یا جو لوگ چکن ذبح کر کے سپلائی کرتے ہیں، یا جو گوشت خرید کر بازار میں فروخت کرتے ہیں، وہ سب اپنے آپ کو حرام سے بچانے اور حلال پر قائم رہنے کا اہتمام کریں۔

مساجد کے خطباء کو بھی چاہئے کہ وہ عام مسلمانوں اور خاص کر قصاب کے پیشہ سے وابستہ بھائیوں اور گوشت فروخت کرنے والوں کو مسئلہ کی اہمیت سمجھائیں، بلکہ ان کے لئے تربیتی کیمپ رکھیں، جس میں ذبح کا شرعی طریقہ سمجھایا جائے، ذبیحہ کے جو اعضاء جائز نہیں ہیں، ان کے بارے میں معلومات فراہم کی جائے، اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ بعض علاقوں میں لوگ بکرے کے فوطے بھی تل کر کھایا کرتے ہیں، جن کو ''کپورے'' کہا جاتا ہے، یہ حرام ہے اور یہ ان آٹھ اعضاء میں شامل ہے جن کو کھانے کی ممانعت ہے--- جو تنظیمیں یا ادارے ذبیحہ کے حلال ہونے کے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں، ان کی ذمہ داریاں بہت نازک ہیں، ان میں احکامِ شریعت سے واقف نمائندے ہونے چاہئیں، ذبح کے وقت نگرانی ہونی چاہئے، پیشگی اطلاع کے بغیر اچانک معائنہ ہونا چاہئے، تاکہ ان کی تصدیق کا غلط استعمال نہ ہو۔

مشینی طریقہ پر جانور کو ذبح کرنے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ جانور کو عام معمول کے مطابق چھرے سے ذبح کیا جائے اور مشین کے ذریعہ گوشت وغیرہ کے ٹکڑے کئے جائیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ جانور کے ذبح کرنے کا عمل ہی مشین کے ذریعہ انجام پائے، اس کی بعض صورتیں جائز اور بیشتر صورتیں ناجائز ہیں، ہندوستان میں عام طور پر ابھی مشینی ذبیحہ کا طریقہ مروج نہیں ہے، لیکن اگر جانور کے ذبح کے لئے مشینوں سے کام لیا جائے تو علماء اور ارباب افتاء سے دریافت کرنا چاہئے، بلکہ ان سے معائنہ کرانا چاہئے، تاکہ وہ مشین کی نوعیت کو دیکھ کر حکم شرعی بیان کریں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا زاہد الراشدی

علوم دینیہ کی ترویج میں خواتین کا کردار

[۲۲ مئی ۲۰۲۲ء کو مدرسہ توحید وسنت بن حافظ جی میانوالی میں ترجمہ قرآن کریم کی کلاس کے آغاز کے موقع پر اساتذہ اور طالبات سے خطاب کا خلاصہ]

بعد الحمد والصلوٰۃ! یہ مدرسہ ہمارے محترم دوست اور بزرگ ساتھی حضرت مولانا حافظ مہر محمد صاحبؒ کی یادگار اور ان کا صدقہ جاریہ ہے، ہم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں کئی برس اکٹھے پڑھتے رہے ہیں، وہ مجھ سے سینئر تھے اور دو تین سال پہلے فارغ ہوئے تھے البتہ ترجمہ قرآن کریم کی کلاس میں شریک رہے ہیں، فاضل اور محقق عالم تھے اور ہمارے ساتھ پاکستان شریعت کونسل کی تنظیم وتشکیل میں بھی شریک رہے ہیں اور ان کے فرزند مولانا حافظ عمر فاروق اور دیگر اہل خاندان اور رفقاء کو اس گلشن علمی کی خدمت کرتے دیکھ کر خوشی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر اور سعادت دارین سے نوازیں، آمین یارب العالمین

آج طالبات میں ترجمہ قرآن کریم کا آغاز ہے اور مجھے کہا گیا ہے کہ اس حوالہ سے بچیوں کے سامنے کچھ باتیں عرض کروں جو میرے لیے سعادت کی بات ہے اور میں قرآن کریم، حدیث وسنت اور فقہ وشریعت کے علوم میں عورتوں کے حصہ اور کردار کے بارے میں دو تین واقعات بیان کرنا چاہوں گا جن سے اندازہ ہوگا کہ قرون اولیٰ میں دینی علوم کے ساتھ عورتوں کے شغف اور دل چسپی کا کیا ماحول تھا۔

امام شافعیؒ کی والدہ محترمہ کے بارے میں ایک واقعہ غالباً امام سبکیؒ کی کتاب ''طبقات الشافعیۃ الکبریٰ'' کے حوالے سے کہیں پڑھا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کے قاضی کے سامنے کسی مقدمہ کی گواہی کے سلسلہ میں پیش ہوئیں، اس مقدمہ میں ایک مرد اور دو عورتیں گواہ تھیں جن میں ایک حضرت امام شافعیؒ کی والدہ محترمہ تھیں، قاضی صاحب نے ایک خاتون سے گواہی سن کر ان سے کہا کہ وہ ذرا فاصلہ میں جا بیٹھیں تا کہ وہ دوسری خاتون سے الگ گواہی سن سکیں غالباً ان کا مقصد یہ تھا کہ دونوں سے ایک دوسرے سے الگ گواہی لیں گے تو اگر کوئی فرق ہوا تو پتہ چل جائے گا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

امام شافعیؒ کی والدہ محترمہ نے اس سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہم دونوں اکٹھی گواہی دیں گی اور ایک دوسری کو گواہی کے دوران کوئی بات بتانے کی ہوئی تو بتائیں گی، ان کا ایک دوسری سے الگ گواہی دینا قرآن کریم کی منشا کے خلاف ہے، قاضی صاحب نے دلیل پوچھی تو فرمایا کہ قرآن کریم جہاں ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کی گواہی کا فرمایا ہے وہاں یہ بھی کہا ہے کہ ''ان تضل احداھما فتذکر احداھما الآخریٰ'' اگر ایک بھول جائے تو دوسری یاد کرادے اس لیے ہم دونوں اکٹھے گواہی دیں گی اور ایک دوسری کو بتائیں گی، قاضی صاحبؒ نے ان کے اس استدلال کو تسلیم کیا اور ان سے الگ الگ گواہی لینے کا اارادہ ترک کر دیا، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے پہلے زمانوں میں عورتوں کا ''قرآن فہمی'' کا معیار کیا تھا۔

حدیث وسنت کے بارے میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ حکومتی سطح پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو جمع ومرتب کرنے کا حکم سب سے پہلے امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیا تھا، وہ زمانہ صحابہ کرامؓ کا آخری دور تھا اور تابعین کرامؒ کا دورعروج تھا، ہر علاقہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات واحادیث کے حلقے موجود تھے اور اہل علم ہر طرف علمی خدمات میں مصروف تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ضرورت محسوس کی کہ اس سارے کام کو محفوظ کیا جائے، جس کے لیے انہوں نے اپنے تمام گورنروں کو حکم جاری کیا کہ ان کے علاقہ میں جو اہل علم صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ میں سے موجود ہیں ان کی روایات کو جمع کرنے کا اہتمام کیا جائے، اس میں مدینہ منورہ کے گورنر کو خصوصی حکم یہ تھا کہ اپنے وقت کی عظیم خاتون محدثہ وفقیہہ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رحمہا اللہ تعالیٰ کے علوم وروایات کو محفوظ کرنے کا بطور خاص اہتمام کیا جائے، وہ حضرت اسعد بن زرارہؓ کی پوتی اور ام المومنین حضرت عائشہؓ کی شاگردہ اور خادمہ تھیں بلکہ انہیں علمی حلقوں میں حضرت عروہ بن الزبیرؓ اور حضرت قاسم بن محمدؒ کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہؓ کا جانشین بھی کہا جاتا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرون اولیٰ میں حدیث کی روایت کے حوالہ سے عورتوں کے ذوق ومحنت کی سطح کیا تھی اور ان کا علمی مقام ومرتبہ کیا تھا۔

فقہ میں عورتوں کی صلاحیت وذہانت کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے جو میں نے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب قاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کسی خطبہ میں پڑھا ہے کہ امت کی معروف فقہیہ جو فاطمہ فقہیہؒ کے نام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے معروف ہیں ان کے والد بھی وقت کے بہت بڑے فقیہ اور مفتی تھے اور بیٹی کو علوم دینیہ بالخصوص حدیث وفقہ کی اس درجہ میں تعلیم دی کہ وہ فتویٰ نویسی میں اپنے باپ کے ساتھ شریک ہوگئیں اور ایک دور ایسا بھی آیا کہ کسی استفتاء پر فتویٰ فاطمہ لکھتی تھیں اور دونوں کے دستخطوں سے فتویٰ جاری ہوتا تھا مگر عورت زیادہ پڑھ لکھ جائے تو رشتہ میں مشکلات بہرحال پیدا ہو جاتی ہیں، اس معیار کا رشتہ تلاش کرنا بھی مشکل ہوتا ہے اور اگر میاں بیوی کے علمی معیار میں زیادہ فرق ہو تو نباہ میں بھی مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں، فاطمہ فقہیہؒ کے رشتہ میں بھی یہ صورت حال پیش آئی، کوئی مالدار اور دنیوی حیثیت کا رشتہ آتا تو فاطمہؒ کے لیے علمی معیار پر پورا نہ ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہوتا تھا اور کوئی صاحب علم رشتہ کا طلبگار ہوتا تو مالی حالت کی کمزوری کی وجہ سے والد صاحبؒ اس کو قبول نہیں کرتے تھے حتٰی کہ ایک شہزادہ کا رشتہ آیا جس پر والد صاحب تو راضی تھے مگر خاتون نے رضامندی کا اظہار نہ کیا، بالآخر باپ بیٹی میں اس بات پر اتفاق ہوا کہ رشتہ کے طالب علماء کرام سے کہا جائے کہ وہ موجودہ دور کے تقاضوں کے سامنے رکھتے ہوئے فقہ حنفی کی کوئی کتاب لکھیں، جس کی کتاب زیادہ پسند آئے گی اس سے رشتہ کر لیا جائے گا، کہا جاتا ہے اس شرط پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے امام کاسانیؒ کی ''بدائع الصنائع'' بھی ہے جو فقہ حنفی کی اہم کتابوں میں شمار ہوتی ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ فاطمہ فقہیہؒ کو یہ کتاب سب سے اچھی لگی اور انہوں نے امام کاسانیؒ سے شادی کر لی۔

یہ واقعات بیان کرنے کا مقصد اپنی بچیوں کو یہ حوصلہ دلانا ہے کہ قرآن کریم، حدیث وسنت، اور فقہ وشریعت کے مضامین ان کے لیے نئے اور انجانے نہیں بلکہ مسلم خواتین کی قدیم روایات کا حصہ ہیں اور ہر دور میں ان علوم کی تعلیم وتدریس اور فروغ میں عورتوں کا کردار نمایاں رہا ہے۔

ان گزارشات کے ساتھ مدرسہ توحید وسنت بن حافظ جی میانوالی کی طالبات، اساتذہ، منتظمین اور معاونین کو قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کی کلاس کے آغاز پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان سب کو سعادت وبرکات سے نوازیں اور دینی علم کی ترویج واشاعت کے لیے مسلسل محنت کرتے رہنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین یارب العالمین۔

......☆......☆......☆......☆......

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا قاری سعید احمد

استاذ القراء حضرت قاری عبید اللہ صاحبؒ

(سابق صدر مدرس شعبہ تجوید وقراءت جامعہ نصرۃ العلوم)

ولادت:

آپؒ ۱۹۳۴ء میں سرجان ضلع گجرات میں جناب ملک اللہ دتہ صاحبؒ کے گھر میں پیدا ہوئے۔

خاندان:

آپ کا تعلق اعوان قوم سے ہے۔

ابتدائی تعلیم اور حفظ:

ابتداً دو سال سکول میں پڑھنے کے بعد آپ کو قرآن پاک حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوا تو اپنی والدہ ماجدہ کی اجازت کے ساتھ اپنے ماموں مولانا عبدالکریمؒ کے ساتھ سہارن پور انڈیا تشریف لے گئے وہاں پر مدرسہ مظاہر العلوم کے قریب واقع ایک چھوٹے سے مدرسہ جس کا نام مدرسہ تجوید القرآن میں حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ سے قرآن پاک حفظ مکمل کیا۔

تجوید:

آپ نے تجوید کی تعلیم مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں امام القراء حضرت قاری عبدالمالکؒ اور حضرت قاری عبدالخالق مصنف تیسیر التجوید سے حاصل کی۔

ابتدائی تعلیم کتب:

تجوید سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قاری صاحب کو قراءت سبعہ پڑھنے کا شوق پیدا ہوا تو کسی استاد نے مشورہ دیا کہ پہلے صرف ونحو کی تعلیم حاصل کرے پھر قراءت سبعہ سمجھ آئے گی لہذا آپؒ نے درسِ نظامی کے شعبہ میں داخلہ لیا ابھی فارسی والا سال ہی مکمل کر پائے تھے کہ تقسیم ہند کا شور وغل شروع ہو گیا آپؒ اپنے ماموں مولانا عبدالکریمؒ کے ساتھ تقسیم سے قبل ہی گھر تشریف لے آئے اور اپنی گاؤں والی مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم دینا شروع کر دی اسی اثناء میں پاکستان معرض وجود میں آ گیا آپؒ کے گاؤں کے لوگوں کو قرآن پاک پڑھنے کا کوئی خاص ذوق نہیں تھا اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لیے آپ اپنا گاؤں چھوڑ کر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے پاس خانپور تشریف لے گئے۔

تدریس:

سب سے پہلے حضرت درخواستیؒ کے حکم پر ادارہ مخزن العلوم خانپور میں تین سال تک شعبہ تجوید وقراءت میں تدریسی فرائض سرانجام دیے۔

شادی:

مدرسہ مخزن العلوم میں تدریس کے دوران ہی قاری صاحب کی شادی آپ کے ماموں مولانا عبدالکریم صاحبؒ کی بیٹی کی ساتھ ہوئی۔

جامعہ حنیفہ جہلم میں تدریس

حضرت مولانا قاری عبداللطیف جہلمیؒ کا حضرت درخواستیؒ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق تھا اور حضرت قاضی صاحبؒ اکثر خانپور حضرت درخواستیؒ کے پاس تشریف لاتے رہتے تھے تو جب قاضی صاحبؒ کو پتا چلا کہ حضرت قاری عبیداللہ صاحبؒ کا تعلق گجرات سے ہے تو انہوں نے حضرت درخواستیؒ سے درخواست کی کہ ہمیں جامعہ حنفیہ جہلم میں تجوید کے استاد کی ضرورت ہے اور قاری صاحبؒ ہمارے قریب کے علاقہ کے ہیں، لہٰذا آپ قاری عبیداللہ ہمیں دے دیں چنانچہ آپؒ حضرت درخواستی کے حکم پر جامعہ حنفیہ جہلم منتقل ہو گئے اور دس سال تک بڑی محنت اور لگن سے شعبہ تجوید وقراءت میں فرائض سرانجام دیے۔ بعد ازاں مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ کی دعوت پر جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ تشریف لے آئے اور ربع صدی تک یہاں شعبہ تجوید وقراءت میں صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔

اوصاف

آپ نہایت سادہ مزاج عبادت گزار اور بے لوث انسان تھے۔ خوف خدا، تقوی وطہارت، انابت الی اللہ، عاجزی وانکساری، کسر نفسی وسادگی اور تواضع ومسکنت اور عشق قرآن جیسی ان کی امتیازی صفات تھیں۔

اساتذہ کا ادب

حضرت قاری صاحبؒ اپنے اساتذہ کرام سے بڑی محبت اور ادب فرماتے تھے اور حضرت قاری عبدالمالکؒ، حضرت قاری عبدالخالقؒ کا ادب کی وجہ سے نام نہیں لیتے تھے بلکہ یوں کہتے کہ بڑے حضرت قاری صاحب نے یہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فرمایا، چھوٹے حضرت قاری صاحب نے یہ فرمایا۔

طریقہ تدریس

حضرت قاری صاحبؒ تدریس میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کے پڑھانے کا انداز عام فہم ہوتا تھا جس کو ایک مبتدی طالب علم بھی بآسانی سمجھ سکتا تھا اور ایک خصوصیت آپ کی یہ تھی کہ قواعد بیان کرنے کے بعد قرآن مجید سے اس کا اجراء کرواتے تا کہ مسئلہ طالب علم کو اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ پڑھاتے وقت صحت لفظی اور عملی تجوید کا پورا پورا خیال فرماتے اور طلباء کو عملا تجوید کے موافق پڑھنے کی بڑی سختی کے ساتھ ہدایت فرماتے اور ایک ایک لفظ پر نگاہ رکھتے اور روک ٹوک فرماتے اور بغیر تکلف کے پڑھنے کو پسند فرماتے اور قرآن پاک کے ساتھ اتنا عشق تھا کہ صبح فجر کی نماز کے بعد پڑھانا شروع فرماتے اور رات دس گیارہ بجے تک پڑھاتے رہتے۔ کسی کو بھی پڑھانے سے انکار نہ فرماتے تھے۔

وفات

حضرت قاری صاحبؒ کو شوگر کی تکلیف تھی اور وفات سے چند سال قبل حضرت مولانا قاری محمد فیاض خان سواتی مدظلہ جو حضرت قاری صاحب کے شاگرد رشید بھی ہیں اور جامعہ نصرت العلوم کے مہتمم بھی، کو فرمایا کہ بیماری کی وجہ سے اب میں تدریس نہیں کر سکتا لہٰذا آپ مجھے رخصت دے دیں، تو مولانا محمد فیاض خان سواتی مدظلہ نے فرمایا میں آپ کو ایک معین استاذ دے دیتا ہوں، آپ یہیں رہیں اور شعبہ تجوید و قراءت کی سرپرستی فرمائیں لیکن حضرت قاری صاحب نے روتے ہوئے فرمایا کہ آپ مجھے اجازت دے دیں، یاد رہے کہ بیماری کی وجہ سے حضرت قاری صاحبؒ کا حافظہ بھی کافی متاثر ہو چکا تھا، لہٰذا حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی مدظلہ اور مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ کی اجازت سے گھر تشریف لے گئے۔ آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور چار دن بے ہوش رہنے کے بعد بروز جمعرات ۷ امئی ۲۰۰۱ء اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ کی نماز جنازہ آپ کے ایک قدیمی شاگرد مولانا قاری محمد اخترؒ پنجن کسانہ، کھاریاں والوں نے پڑھایا۔

اولاد

آپ کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں: بڑے بیٹے مولانا قاری عبید الرحمان ساجد فاضل جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ عرصہ ۲۲ سال سے مسجد ابوبکر صدیق مقام بدر سعودی عرب میں امام و مدرس کے فرائض دینے کے بعد اب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اپنے گاؤں مرجان ضلع گجرات میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے حافظ قاری حفظ الرحمان بھی ماشاءاللہ! حافظ قاری ہیں اور شعبہ حفظ القرآن میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

تلامذہ

چالیس سالہ تدریسی دور میں یقیناً آپ کے سینکڑوں شاگرد ہوں گے۔ البتہ چند چیدہ چیدہ تلامذہ کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) جانشین مفسر قرآن حضرت مولانا قاری محمد فیاض خان سواتی مدظلہ العالی

مہتمم واستاذ الحدیث جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

(۲) حضرت مولانا قاری محمد ریاض خان سواتی مدظلہ ناظم جامعہ نصرت العلوم

(۳) حضرت مولانا قاری محمد عرباض خان سواتی مدظلہ، لندن (تجوید سال اول)

(۴) حضرت مولانا قاری احمد کریم قاسمی خطیب گنگ محل مسجد گلبرگ و مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن گلبرگ

(۵) حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ ایبٹ آبادی بن شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمہیمنؒ

(۶) حضرت مولانا ظفر فیاض استاذ الحدیث جامعہ نصرت العلوم

(۷) حضرت مولانا قاری عبیداللہ عامر سابق مدرس شعبہ حفظ جامعہ نصرت العلوم

(۸) حضرت مولانا قاری شوکت نصیرؒ راولپنڈی

(۹) حضرت مولانا قاری نصراللہ واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ

(۱۰) حضرت مولانا قاری انصر ہزارویؒ سابق خطیب جامع مسجد کمشنر آفس گوجرانوالہ

(۱۱) حضرت مولانا قاری فضل القادر بٹ گوجرانوالہ

(۱۲) حضرت مولانا قاری عبدالجبار گجرات

(۱۳) حضرت مولانا علامہ قاری محمد احمد قادریؒ فاضل جامعہ نصرت العلوم

(۱۴) قاری عبیدالرحمان (بیٹا)

(۱۵) قاری حفظ الرحمان (بیٹا)

(۱۶) قاری شمس الدین کوئٹہ

(۱۷) قاری قطب الدین کوئٹہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۱۸) قاری محمود الحسن چکوال

(۱۹) قاری عطاء الرحمان واہنڈو

(۲۰) قاری ضیاء الرحمٰن کشمیری

(۲۱) قاری محمد فاروق گوجرانوالہ

(۲۲) قاری مشتاق احمد گوجرانوالہ

(۲۳) حافظ قاری بدر منیر شیخ صدر الفضل ٹرسٹ گوجرانوالہ

(۲۴) قاری مظہر حسین چکوال

(۲۵) مولانا قاری عبد الغفور بٹؒ

(۲۶) قاری حمید الحق گوجرانوالہ

(۲۷) قاری عبد المہیمنؒ کوہاٹ

(۲۸) قاری عبید اللہ ڈیرہ اسماعیل خان

(۲۹) قاری مسعود الرحمٰن بالاکوٹ

(۳۰) قاری محمد اکرم چنیوٹ

(۳۱) قاری طاہر محمود گوجرانوالہ

(۳۲) قاری زاہد محمود گوجرانوالہ

(۳۳) قاری صفوان مدرس شعبہ حفظ جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

(۳۴) حضرت حافظ عبد الکریمؒ سابق سفیر جامعہ نصرت العلوم

(۳۵) قاری شمس الدین صاحبؒ، مکی مسجد گوجرانوالہ

(۳۶) قاری حنیف القادریؒ، جامعہ انوریہ سول لائن گوجرانوالہ

نیز حضرت قاری صاحبؒ سے خواتین نے بھی تجوید کی تعلیم حاصل کی ہے، چند ایک نام درج ذیل ہیں: قاریہ عاتکہ بانو بنت مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ، قاریہ آسیہ بنت مستری منیر مرحوم، قاریہ رقیہ بنت مولوی نور محمد، اٹک۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

وعظ و نصیحت کے ضروری آداب

(۱) وعظ و نصیحت کا پہلا رکن یہ ہے کہ واعظ سامعین کو ایسے عبرت انگیز واقعات سنائے جن کو سن کر دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائے، دنیا کی ہوس رانیوں سے دل بیزار ہو جائے، اور توشۂ آخرت جمع کرنے کا خیال دل میں جم جائے، اور نفسانی خواہشات کے در پے رہنے سے دل ہٹ جائے۔ لیکن قصص بیان کرتے وقت یا ترغیب و ترہیب کی روایات سناتے وقت یہ احتیاط رہے کہ کوئی جعلی قصہ یا موضوع روایت ذکر نہ کی جائے جیسے کہ اس عصر کے واعظین کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو ہدایت و روشنی کی بجائے گمراہی و تاریکی سے زیادہ قریب ہے۔ یہ ترغیب و ترہیب اس انداز سے ہو کہ زمانہ کی گردش کی سرعت اور اس کے ایک نہج پر عدمِ ثبات کو اچھی طرح واضح کرے۔ اس طرح تذکیر و وعظ سے لوگوں کی جبروتی ذہنیت اور سرکشی پاش پاش ہو جاتی ہے۔

(۲) وعظ کا دوسرا رکن یہ ہے کہ واعظ لوگوں کو نظامِ شرعی کی پابندی کے فوائد اور اس کی خلاف ورزی کے مفاسد و نقصانات سمجھائے۔ معاشرتی زندگی میں نظام کے فوائد اور اس کی خلاف ورزی کے مفاسد بیان کرتے وقت ماوراء العقل کلیات بیان کرنے سے گریز کر کے زیادہ تر جزئیات اور فروعی باتوں کا ذکر کرے، اس طرز خطاب کا فائدہ زیادہ حاصل ہوگا۔

(۳) وعظ کا تیسرا رکن یہ ہے کہ اپنی تقریر و بیان میں دل نشین تشبیہات اور اثر آفرین استعارات اور اصنافِ سخن میں سے مجازات استعمال کرے، اور اپنے بیان میں ایسے بلند و عالی افکار و خیالات کو پیش کرے جو لوگوں کے دلوں کو تسلیم و رضا پر مجبور کریں۔ اسے چاہیئے کہ وہ مسلّمات اور مشہور روایات سے تمسک کرتا رہے۔

لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے کو چاہیئے کہ وہ وعظ و تذکیر میں لوگوں کی سطح فہم کے مطابق بات کرے اور کلام کے دقیق و باریک مسائل میں الجھنے سے گریز کرے کیونکہ اس صورت میں یا تو وہ لوگوں کو سمجھانے کے لیے غلط بیانی سے کام لے گا اور اس سے لوگوں کے اذہان و قلوب منتشر ہوں گے، یا اگر اپنے علم کے مطابق ٹھیک

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ٹھاک بات کرے گا تو اس کے علم کا فائدہ مخاطبین کو حاصل نہ ہوگا۔ بہر حال یہ مسلّمہ امر ہے کہ وعظ و تذکیر کے سلسلہ میں مؤثر ترین طریقہ اور عوام پر پوری طرح اثر انداز ہونے والا طرز بیان منطقی استدلال نہیں بلکہ خطابیات ہے۔

(البدور البازغہ مترجم (ص ۳۹۱)

''عورتوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مردوں کے ہیں بلکہ بعض امور میں مردوں سے عورتوں کے حقوق زیادہ ہیں، اس لیے کہ بچوں کی تربیت میں سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے، اسی سے بچہ تربیت پاتا ہے، سب سے پہلے جو سیکھتا ہے ماں سے سیکھتا ہے، باپ کی تربیت کا زمانہ شعور کے بعد آتا ہے، لیکن ہوش سنبھالتے ہی بلکہ بے ہوشی کے زمانے میں بھی ماں ہی اس کی تربیت کرتی ہے۔ گویا اس کی تربیت گاہ ماں کی گود ہے۔ اگر ماں کی گود علم، نیکی، تقویٰ اور صلاحیتوں سے بھری ہوئی ہے وہی اثر بچے میں آئے گا، اور اگر خدانخواستہ ماں کی گود ہی ان نعمتوں سے خالی ہے تو وہ بچہ بھی خالی رہ جائے گا۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

کسی فارسی کے شاعر نے کہا ہے کہ جب عمارت کی پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دی جائے تو اخیر تک عمارت ٹیڑھی ہوتی چلی جاتی ہے۔ شروع کی اینٹ اگر سیدھی رکھ دی جائے تو اخیر تک عمارت سیدھی چلتی ہے۔ جس چیز کا آغاز اور ابتداء درست ہو جائے تو اس کی انتہا بھی درست ہو جاتی ہے۔ اس واسطے عورتوں کا مردوں سے زیادہ حق ہے اور ہم اسی حق کو زیادہ پامال کر رہے ہیں۔''

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

وفیات

(۱) مورخہ ۲۲ مئی ۲۰۲۲ء میری عصری تعلیم کے آخری استاذِ محترم جناب ماسٹر شیخ مقبول احمد طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ہمارے دیرینہ دوست ماہنامہ نصرۃ العلوم کے رفیقِ تحریر حافظ شیخ محمد طلحہ کے والدِ ماجد تھے، بندہ فقیر نے ان سے سن ۱۹۸۸ء میں میٹرک کے امتحان کے سلسلہ میں تیاری کی تھی، وہ جامعہ نصرۃ العلوم اور ہمارے بزرگوں سے قلبی محبت رکھنے والے ستودہ صفات انسان تھے، اور مدت العمر جامع مسجد نور میں نماز، جمعہ، تراویح اور عیدین اداء کرتے رہے۔

(۲) حافظ محمد آصف حنفی خادم مہمان خانہ جامعہ نصرۃ العلوم کے نانا جان بھی ۹۷ برس کی عمر میں قصور میں انتقال کر گئے۔

اللہ کریم ان کی بشری لغزشوں سے تسامح فرمائے اور آخرت کی جملہ منازل آسان فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے، آمین۔

......☆......☆......☆......☆......

هِدَايَةُ الْقُرَّاءِ

لِوُجُوب اطبَاق الشَّفَتين عِنْدَ القَلب وَالأَخْفَاء

تالیف! المقری حمد الله حافظ الصفتی المصری

عزیز القدر مولانا قاری سعید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ فاضل وصدر مدرس شعبہ تجوید وقراأتِ عشرہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے آج اپنی نئی تالیف مشتمل بر ترجمہ وتحقیق ارسال فرمائی ہے، جو 71 صفحات پر مشتمل عمدہ کمپوزنگ، بہترین کاغذ و طباعت سے آراستہ فنِ قرأت کی ایک اہم ترین کتاب کی تشریح ہے، جس کا عنوان، موضوع اور مصنف کا نام کتاب کے ٹائٹل سے نمایاں ہے، فنِ قراۃ سے اشتغال رکھنے والوں کے لئے یہ ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے اور انہیں اس سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ شائقین اسے حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل نمبر سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ 0300-7429840

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o .... مولانا محمد فیاض خان سواتی

محسن عالمین ﷺ

زیرِ نظر کتاب ''محسن عالمین ﷺ'' جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ایک قدیم فاضل، لدھیانوی خاندان کے چشم و چراغ حضرت مولانا عبدالاحد حقانی حفظہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفِ لطیف ہے، جنہوں نے ہمارے ہاں سن ۱۹۷۶ء میں دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی تھی اور پھر وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر (قرآن وریلیجن) بھرتی ہوئے اور نومبر ۲۰۱۳ء میں ڈائریکٹر (سیرت وتحقیق) کے عہدے سے ریٹائر ہوئے، انہوں نے اپنی یہ نئی تصنیف عزیز القدر مولانا محمد منور لدھیانوی سلمہ اللہ تعالیٰ فاضل جامعہ نصرۃ العلوم کے ہاتھ بندہ فقیر کی طرف ہدیۃً ارسال فرمائی اور ساتھ اس خواہش کا اظہار بھی فرمایا کہ میں اس پر اپنے کچھ تاثرات لکھ دوں، اس کتاب کا عنوان اور موضوع اس کے ٹائٹل سے ہی عیاں ہے۔ "عیاں را چہ بیاں"

206 صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ تین حصوں پر منقسم ہے۔

* حصہ اول 77 صفحات کا عنوان سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
* حصہ دوم 16 صفحات کا عنوان عدل نامہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جو منظوم کلام ہے۔
* اور حصہ سوم 51 صفحات کا عنوان سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اہم دستاویز ہے۔

مصنف کافی ذو استعداد اور وافر صلاحیت کے مالک ہیں اور یہ تصنیف انہوں نے عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غوطہ زن ہو کر مرقع فرمائی ہے، جو عمدہ کمپوزنگ، بہترین کاغذ اور معیاری طباعت کے ساتھ منصۂ شہود پر آئی ہے، جسے روشن راہیں بحریہ انکلیو اسلام آباد نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، رابطہ نمبر یہ ہے۔

0310-6384405

قیمت 500 روپے درج ہے، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلکش موضوع سے ہر مسلمان کو ہی قلبی محبت ہوتی ہے، اسی ناطے تمام قارئینِ کرام سے اس کے مطالعہ کی سفارش کی جاتی ہے، اور ہماری دعا بھی ہے کہ اللہ کریم موصوف کی اس عمدہ کاوش کو اپنی بارگاہِ اقدس میں شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے دارین کی جملہ سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے، آمین۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com